بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 69

ایڈیٹر منصور احمد

نائبین قریشی محمد فضل اللہ، تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 31

شرح چندہ: سالانہ 700 روپے، بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

8/ذوالحجہ 1441 ہجری قمری • 30/وفا 1399 ہجری شمسی • 30/جولائی 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا (النساء:42)

ترجمہ: پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لیکر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24/جولائی 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اسکی عبادت کرو اور اس کیلئے بن جاؤ، دُنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو

خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اسکی بقاء کو عزیز رکھتا ہے اور جو اُسکی مرضی کے برخلاف چلے وہ اسکی پرواہ نہیں کرتا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

انسانی پیدائش کی غرض عبادت ہے

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کیلئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کیلئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چُست اور ہوشیار اور مُستعد بنانا چاہتا ہے، اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردُد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مُراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اُس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض وجذبات کو مقدّم نہ کرے۔

پس اگر انسان کی زندگی کا مدّعا یہ ہو جائے کہ وہ صرف تَنَعُّم ہی میں زندگی بسر کرے اور اسکی ساری کامیابیوں کی انتہا خوردونوش اور لباس وخواب ہی ہو اور خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ اُس کے دل میں باقی نہ رہے تو یہ یاد رکھو کہ ایسا شخص فطرۃ اللہ کا مُقلّب ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے قویٰ کو بیکار کر لے گا۔ یہ صاف بات ہے کہ جس مطلب کیلئے کوئی چیز ہم لیتے ہیں اگر وہ وہی کام نہ دے تو اُسے بیکار قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ایک لکڑی، کُرسی یا میز بنانے کے واسطے لیں اور وہ اس کام کے ناقابل ثابت ہو تو ہم اُسے ایندھن ہی بنا لیں گے۔ اسی طرح پر انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادتِ الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بیکار کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان:78) مَیں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ مَیں نے ایک رؤیاء میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں۔ شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے، ہاتھ میں چھری ہے جو انہوں نے اُن کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف مُنہ کیا ہوا ہے۔ مَیں اُن کے پاس ٹہل رہا ہوں۔ مَیں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں، تو میں نے یہی آیت پڑھی قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ۔ یہ سنتے ہی اُن قصابوں نے فی الفور چھریاں چلا دیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا؟ آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔

غرض خدا تعالیٰ متقی کی زندگی کی پرواہ کرتا ہے اور اس کی بقاء کو عزیز رکھتا ہے اور جو اُس کی مرضی کے برخلاف چلے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور اُس کو جہنم میں ڈالتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے باہر کرے۔ جیسے کلوروفارم نیند لاتا ہے اسی طرح پر شیطان انسان کو تباہ کرتا ہے اور اسے غفلت کی نیند سُلاتا ہے اور اسی میں اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 170 تا 171، مطبوعہ 2018 قادیان)

قرآن کریم کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں وہ سب صداقتیں موجود ہیں جو پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں

اعتراض کرنا سہل ترین کام ہے جو کوئی شخص اپنے مدّمقابل کے خلاف کرسکتا ہے۔ صداقت کے منکر ہمیشہ اعتراضوں تک ہی اپنے حملہ کو محدود رکھتے ہیں کبھی کوئی ٹھوس کام مقابل پر نہیں کرتے جس سے ان کے جوہر بھی ظاہر ہوں اور ان کے اعتراض کی حقیقت بھی ظاہر ہو۔ یہی حال قرآن کریم کے منکروں کا تھا۔ وہ قرآن کریم پر اعتراض تو کرتے تھے لیکن اسکے مقابل پر کوئی تعلیم ایسی پیش نہ کرتے تھے جو اس سے برتر تو الگ رہی اس کے برابر بھی ہو۔ آج تک قرآن کریم کے مخالفوں کا یہی حال رہا ہے۔ مسیحی مصنف قرآن کریم پر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں لیکن آج تک اس مطالبہ کو پورا کرنے کی جرأت نہیں کرسکے کہ اس کی مثل لائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے انجیل کا فلاں مسئلہ چرا لیا ہے۔ توراۃ سے فلاں بات اڑا لی ہے زردشتی کتب سے فلاں تعلیم اخذ کر لی ہے لیکن یہ جرأت نہیں کہ انجیل توراۃ اور زردشتی کتب میں سے مضامین لے کر خود کوئی کتاب ایسی بنا دیں جو قرآن کریم جیسی جامع ہو۔ شہد پر انسان اعتراض تو آسانی سے کرسکتا ہے کہ مکھیوں نے پھولوں سے خوشبو اُڑا لی پھلوں میں سے مٹھاس چرا لی، مگر بات تو تب ہے کہ ویسا شہد بنا کر دکھا دے۔ اچھی چیزوں کو مختلف جگہوں سے اڑا کر کوئی نئی اور اعلیٰ چیز بنا دینا بھی تو ایک کمال ہے۔ اگر یہ آسان بات ہے تو معترض ویسا ہی کام کر کے کیوں نہیں دکھا دیتے۔ مگر یہ جواب بطور تنزل ہے۔ ورنہ قرآن کریم کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں وہ سب صداقتیں بھی موجود ہیں جو پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں چنانچہ فرماتا ہے فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البیّنۃ) اس میں سب قائم رہنے والی صداقتیں جو زمانہ کے لحاظ سے منسوخ کرنے کے قابل نہ تھیں موجود ہیں اور اس کے علاوہ فرماتا ہے وَیُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ (بقرہ ع 18) یعنی یہ رسول تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم پہلے نہ جانتے تھے۔ یعنی اس کی تعلیم صرف انہی اچھی تعلیمات پر مشتمل نہیں جو پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں بلکہ اس سے زائد اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو پہلے دنیا کو معلوم نہ تھیں۔ اسی طرح فرماتا ہے فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ (بقرہ ع 31) یعنی جب تم امن میں آجاؤ تو اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے یاد کرو جو خدا تعالیٰ نے اس قرآن کریم کے ذریعہ سے تم کو سکھائی ہیں اور جن کا علم اس سے پہلے تم کو حاصل نہ تھا اِس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں صفات الٰہیہ کا ایسا زائد علم دیا گیا ہے جو اس سے پہلے دنیا کو حاصل نہ تھا۔

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 226، مطبوعہ قادیان 2010ء)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اذان کی اہمیت اور فضیلت

۞ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذّن کہتا ہے، کہا کرو۔

۞ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سننے کے وقت یہ دعا کی کہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعۡوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الۡقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَا الۡوَسِیۡلَۃَ وَالۡفَضِیۡلَۃَ وَابۡعَثۡہُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدَا الَّذِیۡ وَعَدۡتَّہٗ

تو قیامت کے دن میری سفارش اس کیلئے واجب ہوگی۔

۞ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ اذان میں اور پہلی صف میں کیا (ثواب) ہے اور پھر سوائے قرعہ ڈالنے کے کچھ چارہ نہ پاتے تو وہ ضرور ہی قرعہ ڈالتے اور اگر وہ جانتے کہ اوّل وقت ظہر پڑھنے میں کیا (ثواب) ہے تو وہ بے تحاشہ اس کی طرف دوڑتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں کیا (ثواب) ہے تو وہ آتے خواہ گھسٹتے ہوئے ہی آنا پڑتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، مطبوعہ 2006ء قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 10/جولائی 2020ء (مکمل متن)

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ازنبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2007

خطبہ جمعہ بطرز سوال جواب | جنازہ حاضر وغائب

وصایا | خلاصہ خطبہ جمعہ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

پنڈت کھڑک سنگھ کو پانچ سو روپے کا انعامی چیلنج

ہم نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج پر مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن ابھی دو ہی قسطیں شائع ہوئی تھیں کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے یہ سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اب پھر ہم دوبارہ اسے شروع کر رہے ہیں۔ گزشتہ دو قسطیں 19 اور 26 مارچ کے شمارہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ رُوحانی خزائن جلد نمبر 2 کی پہلی کتاب ’’پُرانی تحریریں‘‘ ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 1879 کی مختلف تحریریں ہیں جو اُس وقت مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہوئی تھیں۔ پہلی بار 1899 میں کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں پنڈت کھڑک سنگھ صاحب کو پانچ سو روپے کا انعامی چیلنج دیا جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ :

پنڈت کھڑک سنگھ صاحب جو آریہ سماج امرتسر کے ممبر تھے قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباحثہ کی خواہش کی۔ آپؑ تو ایسے موقعوں کی فراق میں رہتے تھے جس سے اسلام کا نام روشن ہو۔ آپؑ نے فوری طور پر مباحثہ منظور فرمایا۔ چنانچہ قرار پایا کہ مناظرہ اہل ہنود کے عقیدہ ’’تناسخ‘‘ پر ہوگا۔ پنڈت کھڑک سنگھ صاحب تناسخ کے اثبات پر وید سے دلائل لائیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے ردّ میں قرآن مجید سے دلائل دیں گے۔ اس طرح وید اور قرآن کا مقابلہ ہوجائے گا کہ فی الحقیقت کون فضیلت کا مستحق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا مضمون تناسخ کے ردّ میں جلسہ عام میں سنایا۔ اب باری کھڑک سنگھ صاحب کی تھی جنہیں تناسخ کے اثبات میں وید سے شُرتیاں پیش کرنی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کو بھی ردّ کرنا تھا۔ لیکن پنڈت جی نے صرف دو شرتیاں پیش کیں جن میں اُن کے خیال میں تناسخ کا ذکر تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کو ردّ بھی نہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’ان پر واجب تھا کہ بمقابلہ دلائل فرقانی کے اپنے وید کا بھی کچھ فلسفہ ہم کو دکھلاتے اور اس دعوے کو جو پنڈت دیانند صاحب مدّت دراز سے کر رہے ہیں کہ وید سرچشمہ تمام علوم فنون کا ہے ثابت کرتے لیکن افسوس کہ کچھ بھی نہ بول سکے اور دم بخود رہ گئے اور عاجز اور لاچار ہوکر اپنے گاؤں کی طرف سدھار گئے۔‘‘

(پرانی تحریریں، رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 4)

گاؤں جاکر پنڈت کھڑک سنگھ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ وہ کسی اخبار کے ذریعہ مسئلہ تناسخ پر وید و قرآن کا مقابلہ چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ درخواست بھی منظور فرمالی۔ آپؑ نے لکھا کہ جو مضمون مَیں جلسہ عام میں آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں، جو دلائل و براہین فرقان مجید سے لکھا گیا ہے اور جو جابجا قرآنی آیات سے مزین کیا گیا ہے، میرے اس مضمون کے جواب میں آپ اپنا مضمون اخبار ’’سفیر ہند‘‘ یا اخبار ’’برادر ہند‘‘ میں چھپوادیں۔ لوگ خود ہی فیصلہ کرلیں گے۔ ثالث اور منصف کے طور پر آپ نے پادری رجب علی اور پنڈت شونرائن برہموسماج کا نام تجویز فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

’’اس بحث میں یہ کچھ ضرور نہیں کہ صرف پنڈت کھڑک سنگھ صاحب تحریر جواب کیلئے تن تنہا محنت اٹھائیں بلکہ میں عام اعلان دیتا ہوں کہ...... کوئی صاحب ارباب فضل و کمال میں سے متصدی جواب ہوں اور اگر کوئی صاحب بھی باوجود اس قدر تاکید مزید کے اس طرف متوجہ نہیں ہوں گے اور دلائل ثبوت تناسخ کے فلسفہ متدعویہ وید سے پیش نہیں کریں گے یا درصورت عاری ہونے وید کے ان دلائل سے اپنی عقل سے جواب نہیں دیں گے تو ابطال تناسخ کی ہمیشہ کے لئے ان پر ڈگری ہوجائے گی اور نیز دعویٰ وید کا کہ گویا وہ تمام علوم وفنون پر متضمن ہے محض بے دلیل اور باطل ٹھہرے گا۔‘‘ **(پرانی تحریریں، رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 5)**

اور پھر آپؑ نے پانچ سو روپے کے انعام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اور بالآخر بغرض توجہ دہانی یہ بھی گزارش ہیکہ میں نے جو قبل اس سے فروری 1878ء میں ایک اشتہار تعدادی پانسو روپیہ بابطال مسئلہ تناسخ دیا تھا وہ اشتہار اب اس مضمون سے بھی بعینہٖ متعلق ہے اگر پنڈت کھڑک سنگھ صاحب یا کوئی اور صاحب ہمارے تمام دلائل کو نمبر وار جواب دلائل مندرجۂ وید سے دیکر اپنی عقل سے توڑ دینگے تو بلاشبہ رقم اشتہار کے مستحق ٹھہرینگے اور بالخصوص بخدمت کھڑک سنگھ صاحب کہ جنکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم پانچ منٹ میں جواب دے سکتے ہیں یہ گزارش ہے کہ اب اپنی اس استعداد علمی کو روبروئے فضلائے نامدار ملت مسیحی اور برہمو سماج کے دکھلاویں۔ اور جو جو کمالات ان کی ذات سامی میں پوشیدہ ہیں منصۂ ظہور میں لاویں ورنہ عوام کالانعام کے سامنے دم زنی کرنا صرف ایک لاف گزاف ہے اس سے زیادہ نہیں۔‘‘ **(ایضاً صفحہ 5)**

قارئین! اس مباحثہ میں کھڑک سنگھ کو ایسی شرمندگی دامنگیر ہوئی کہ وید سے ان کی محبت ختم ہوگئی اور اسے الوداع کہکر عیسائی ہوگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر لکھا :

’’اس وقت مجھے ایک اور پنڈت صاحب بھی یاد آ گئے جن کا نام کھڑک سنگھ ہے یہ صاحب ویدوں کی حمایت میں بحث کرنے کے لئے قادیان میں آئے اور قادیان کے آریوں نے بہت شور مچایا کہ ہمارا پنڈت ایسا عالم فاضل ہے کہ چاروں وید اسے کنٹھ ہیں۔ پھر جب بحث شروع ہوئی تو پنڈت صاحب کا ایسا برا حال ہوا کہ ناگفتہ بہ، اور سب تعریفیں وید کی بھول گئے۔ دُنیا طلبی کی وجہ سے اسلام تو قبول نہ کیا مگر قادیان سے جاتے ہی وید کو سلام کر کے اصطباغ لے لیا اور اپنے لیکچر میں جو ریاض ہند اور چشمہ نور امرتسر میں انہوں نے چھپوایا ہے صاف صاف یہ عبارت لکھی کہ وید علومِ الٰہی اور راستی سے بےنصیب ہیں اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتے۔‘‘

(شحنۂ حق رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 360)

اب ہم تناسخ کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔ تناسخ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ اسے آواگون بھی کہتے ہیں۔ انکا عقیدہ ہے کہ جس قدر جاندار اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں وہ سب دراصل پہلے انسان تھے اور اب کسی سابقہ گناہ کے نتیجہ میں اپنے گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے الگ الگ حیوان کی شکل میں اس دُنیا میں پیدا کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش ہے آپؑ لالہ مُرلیدھر رُکن آریہ سماج ہوشیار پور کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

’’آپ کا مسئلہ تناسخ اس بنا پر کھڑا کیا ہے کہ یہ ترتیب عالم جو بالفعل موجود ہے پرمیشر کے ارادہ اور قدرت سے نہیں اور نہ اسکی حکمت اور مصلحت سے بلکہ گنہگاروں کے گناہ نے یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کردی ہیں...... یہ سارا مجمع مختلف چیزوں کا جو زمین و آسمان میں نظر آتا ہے یہ سب حسب اصول آپ لوگوں کے اتفاقی ہے جس میں پرمیشر کے ارادہ اور قدرت کا سرمُو دخل نہیں...... اگر انسانی روحیں مرتکب گناہوں کے نہ ہوتیں تو یہ چندیں ہزار عالم مخلوقات جو نظر آرہا ہے ان میں سے ایک بھی نہ ہوتا۔ گویا ہر یک آرام دُنیا کا بزعم آپ لوگوں کے بدکاریوں سے ہی میسر آتا ہے اور تمام دُنیوی نعمتوں کے حاصل ہونے کا اصل موجب بدکاریاں ہی ہیں۔ کوئی شخص گناہ کر کے گائے کے جنم میں آئے تو آپ دودھ پئیں اور پھر کسی بدکاری سے گھوڑی کا جنم لے تو آپ کو سواری میسر ہو۔ اور پھر کسی معصیت سے گدھی یا خچر یا اونٹ کی جون میں پڑے تو آپ کی باربرداری کا کام چلے پھر اگر کوئی ایسا بڑا کام کرے جس کی سزا میں اس کو عورت کی جون میں ڈالا جائے تو آپ لوگوں کو جورو نصیب ہو۔ اور اگر کوئی ایک شخص کسی شامت گناہ سے مرے تب وہی روح اس کی بیٹا یا بیٹی بن کر آپ کو صاحب اولاد بنائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بموجب اصول آپ کے تمام سلسلہ خدائی کا گناہوں کے طفیل ہی چل رہا ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ رُوحانی خزائن جلد 2 صفحہ 133)

اگر کوئی خیال کرے کہ شاید ایسا پُرانے لوگوں کا عقیدہ رہا ہوگا اب نئے زمانے اور نئی روشنی کے لوگ اس عقیدہ کے نہیں تو اس کا خیال غلط ہے۔ 11 فروری 2020 کو صوبہ گجرات کے بھُج شہر میں ’’شری سہج آنند گرلز انسٹی چیوٹ‘‘ کے ہاسٹل میں رہ کر پڑھائی کرنے والی 60 سے زیادہ طالبات کو انسٹی چیوٹ کے سٹاف نے نہایت نامناسب اور انتہائی قابل اعتراض طریق پر چیک کیا جس کا ذکر ہم یہاں مناسب نہیں سمجھتے۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اُن کے خاص ایام تو نہیں چل رہے؟ ایسا اس لئے کیا گیا کیونکہ ادارے کے اصول کے مطابق وہ طالبہ جس کے خاص ایام چل رہے ہوں اُس کو دوسری طالبہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا طالبات کو اس لئے چیک کیا گیا کہ کہیں اُنہوں نے ادارے کے اس اصول کو توڑا تو نہیں؟ اس واقعہ کی اخبارات میں چرچا ہونے پر ادارے کی پرنسپل، ہاسٹل کی انچارج اور ایک چپراسی کو 17 فروری کو گرفتار کرلیا گیا۔ اِس پس منظر میں 18 فروری کو اس ادارے کو چلانے والے دَھرم گورو یعنی مذہبی رہنما ’’سُوامی کرشن سوروپ داس جی‘‘ نے اپنے وعظ میں کہا :

’’یہ بات پکی ہے کہ ماہواری کے وقت شوہروں کے لئے کھانا پکانے والی عورتیں اگلی زندگی میں کتیا کی شکل میں جنم لیں گی اور اس دَوران ان کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا کھانے والے مرد بیل کی شکل میں پیدا ہونگے۔ اگر آپ کو میرے خیالات پسند نہیں ہیں تو اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے لیکن یہ سب ہمارے شاستروں میں لکھا ہوا ہے۔‘‘

(ملاحظہ ہو اخبار ہند سماچار جالندھر 20 فروری 2020 صفحہ 4 اور صفحہ 8)

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ارواح اور اجسام اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ خود بخود ہیں اور قدیم سے ہیں، خدا تعالیٰ ان کا خالق و مالک نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ نہیں مل سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کسی کو جاودانی مکتی یعنی دائمی نجات نہیں دے سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ ہر بندے کا کوئی نہ کوئی ایک ایسا گناہ رکھ چھوڑتا ہے کہ پھر اُس گناہ کے بدلے میں وہ اس کو جنت سے نکال کر دُنیا میں بھیج دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’موجودہ وید کا تمام مدار آواگون یعنی جونوں پر ہے اور اسی آواگون یعنی تناسخ کی رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ دُنیا کے تمام چرند، پرند، درند اور تمام کیڑے مکوڑے انسان ہی ہیں اور اسی آواگون کی رُو سے یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ جاودانی مکتی غیر ممکن ہے اور اسی آواگون کی رُو سے یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ کسی کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور گناہ نہیں بخشے جاتے۔ اور اسی آواگون کی رُو سے یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ روحوں کو خدا نے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ سب خدا کی طرح قدیم اور انادی ہیں۔‘‘ **(چشمہ معرفت رُوحانی خزائن جلد 23 صفحہ 123)**

غرضیکہ تناسخ کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی توحید اس کے خالق و مالک اس کی بے انتہا قدرت و طاقت اور قادر مطلق ہونے اور اس کی صفات حسنہ کے سراسر خلاف ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدے کا پورے جوش اور پوری قوت کے ساتھ بطلان ثابت کیا ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب شحنۂ حق، سرمہ چشم آریہ، چشمہ معرفت حقائق و معارف سے بھری ہوئی بہترین کتابیں ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور انعامی چیلنج کے ساتھ حاضر ہونگے۔

(منصور احمد مسرور)

خطبہ جمعہ

اگر یہود میں سے مجھ پر دس آدمی یعنی دس بارسوخ آدمی بھی ایمان لے آتے تو میں خدا سے اُمید رکھتا کہ یہ ساری قوم مجھے مان لیتی اور خدائی عذاب سے بچ جاتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی، اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کے ایک نہایت جاں نثار عاشق، نہایت درجہ مخلص باصفا، بےلَوث فدائی، بلند پایہ، وفادار اور قبیلہ اوس کے رئیس اعظم حضرت سَعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

غزوۂ احزاب کے دوران بنوقریظہ کی غداری اور خدائی تصرفات کے تحت ان کی سزا کے واقعہ کا تفصیلی بیان

چار مرحومین مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ گھانا، مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم (مبلغ سلسلہ)

مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلّم وقفِ جدید اور مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ نارووال کا ذکرِ خیر

اوران کے ساتھ بعض دیگر مرحومین (مکرم ناصر سعید صاحب، مکرم غلام مصطفیٰ صاحب

ڈاکٹر پیر محمد نقی الدین صاحب اور مکرم ذوالفقار احمد دامانک صاحب مربی سلسلہ انڈونیشیا) کی بھی نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/جولائی 2020ء بمطابق 10/وفا 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ گزشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ جنگِ احزاب کے بعد بنوقریظہ کی غداری کی سزا کا خدائی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا۔ چنانچہ ان سے جنگ ہوئی اور پھر بنوقریظہ نے جنگ بندی کر کے حضرت سعدؓ سے فیصلہ کروانے پر رضا مندی کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے فیصلہ کیا۔ اس غزوہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

''بیس دنوں کے بعد مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا'' یعنی جنگِ احزاب کے بعد ''مگر اب بنوقریظہ کا معاملہ طے ہونے والا تھا۔ ان کی غداری ایسی نہیں تھی کہ نظر انداز کی جاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آتے ہی اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ گھروں میں آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے پہلے بنوقریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ۔ اور پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بنوقریظہ کے پاس بھجوایا کہ وہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے معاہدہ کے خلاف یہ غداری کیوں کی؟ بجائے اس کے کہ بنوقریظہ شرمندہ ہوتے یا معافی مانگتے یا کوئی معذرت کرتے، انہوں نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کی مستورات کو گالیاں دینے لگے اور کہا ہم نہیں جانتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا چیز ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔ حضرت علیؓ ان کا یہ جواب لے کر واپس لوٹے تو اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ یہود کے قلعوں کی طرف جا رہے تھے۔ چونکہ یہود گندی گالیاں دے رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کے متعلق بھی ناپاک کلمات بول رہے تھے حضرت علیؓ نے اس خیال سے کہ آپ کو ان کلمات کے سننے سے تکلیف ہوگی، عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ ہم لوگ اس لڑائی کے لیے کافی ہیں۔ آپؐ واپس تشریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گالیاں دے رہے ہیں اور تم یہ نہیں چاہتے کہ میرے کان میں وہ گالیاں پڑیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! بات تو یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کیا ہوا اگر وہ گالیاں دیتے ہیں۔ موسیٰ نبی تو ان کا اپنا تھا اُس کو اِس سے بھی زیادہ انہوں نے تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ یہود کے قلعوں کی طرف چلے گئے مگر یہود دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ چنانچہ قلعہ کی دیوار کے نیچے کچھ مسلمان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی عورت نے اوپر سے پتھر پھینک کر ایک مسلمان کو مار دیا۔ لیکن کچھ دن کے محاصرہ کے بعد یہود نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تب ان کے سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ وہ ابولُبابہ انصاری کو، جو اُن کے دوست اور اوس قبیلہ کے سردار تھے، ان کے پاس بھجوائیں تا کہ وہ ان سے مشورہ کر سکیں۔ آپؐ نے ابولُبابہ کو بھجوا دیا۔ ان سے یہود نے یہ مشورہ پوچھا کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مطالبہ کو کہ فیصلہ میرے سپرد کرتے ہوئے تم ہتھیار پھینک دو ہم یہ مان لیں؟'' یہود نے پوچھا۔ ''ابولُبابہ نے منہ سے تو کہا ''ہاں''! لیکن اپنے گلے پر اس طرح ہاتھ پھیرا جس طرح قتل کی علامت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک اپنا کوئی فیصلہ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ابولُبابہ نے اپنے دل میں یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کے اس جرم کی سزا'' جو یہودیوں نے جرم کیا ہے اس کی سزا ''سوائے قتل کے اَور کیا ہوگی، بغیر سوچے سمجھے اشارہ کے ساتھ ان سے ایک بات کہہ دی جو آخر ان کی تباہی کا موجب ہوئی'' یعنی بنوقریظہ قبیلے کی۔ ''چنانچہ یہود نے کہہ دیا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ'' ماننے کو تیار نہیں۔ اگر وہ آپ کا فیصلہ'' مان لیتے تو دوسرے یہودی قبائل کی طرح ان کو زیادہ سے زیادہ یہی سزا دی جاتی کہ ان کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا جاتا مگر ان کی بدقسمتی تھی۔ انہوں نے کہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے کیلئے تیار نہیں بلکہ ہم اپنے حلیف قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ کا فیصلہ مانیں گے۔ جو فیصلہ وہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا لیکن اس وقت یہود میں اختلاف ہو گیا۔'' آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ''یہود میں سے بعض نے کہا کہ ہماری قوم نے غداری کی ہے'' واضح ہے ''کہ ہم نے غداری کی ہے اور مسلمانوں کے رویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہب سچا ہے وہ لوگ اپنا مذہب ترک کر کے اسلام میں داخل ہو گئے۔'' یہ جنہوں نے اختلاف کیا تھا۔ ''ایک شخص عمرو بن سُعدیٰ نے جو اس قوم کے سرداروں میں سے تھا اپنی قوم کو ملامت کی اور کہا کہ تم نے غداری کی ہے کہ معاہدہ توڑا ہے اب یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ پر راضی ہو جاؤ۔ یہود نے کہا نہ مسلمان ہوں گے نہ جزیہ دیں گے کہ اس سے قتل ہونا اچھا ہے۔ پھر ان سے اس نے کہا میں تم سے بری ہوں۔'' جب ان کو سمجھایا اور نہیں سمجھے تو اس نے کہا پھر مَیں تم سے بری ہوں میں تمہارے ساتھ نہیں'' اور یہ کہہ کر قلعہ سے نکل کر باہر چل دیا۔ جب وہ قلعہ سے باہر نکل رہا تھا تو مسلمانوں کے ایک دستہ نے جس کے سردار محمد بن مسلمہؓ تھے اسے دیکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں ہوں۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِيْ اِقَالَةَ عَثَرَاتِ الْكِرَامِ۔ یعنی آپ سلامتی سے چلے جایئے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی'' حضرت محمد بن مسلمہ نے یہ دعا کی کہ ''الٰہی مجھے شریفوں کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے نیک عمل سے کبھی محروم نہ کیجیو۔ یعنی یہ شخص چونکہ اپنے فعل پر اور اپنی قوم کے فعل پر پچھتا تا ہے تو ہمارا بھی اخلاقی فرض ہے کہ اسے معاف کر دیں۔ اس لیے میں نے اسے گرفتار نہیں کیا اور جانے دیا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے ہمیشہ ایسے ہی نیک کاموں کی توفیق بخشتا رہے۔'' کوئی ظلم کا ارادہ نہیں تھا۔ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے محمد بن مسلمہؓ کو سرزنش نہیں کی'' پوچھا نہیں کہ کیوں تم نے نہیں اس کو پکڑا ''کہ کیوں اس یہودی کو چھوڑ دیا بلکہ اس کے فعل کو سراہا۔'' آپ نے اس کی اس بات کی تعریف کی کہ تم نے بڑا اچھا کیا۔

''یہ...... واقعات انفرادی تھے۔ بنوقریظہ بحیثیت قوم اپنی ضد پر قائم رہے۔'' گو اِکّا دُکّا واقعات ایسے تھے، چند شخص ایسے تھے جو اس سے، بنوقریظہ کے فیصلوں سے اختلاف کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں سے معاہدہ کیا جائے، ان کی بات مانی جائے لیکن یہ انفرادی واقعات تھے۔ بحیثیت قوم وہ اس بات پر ضد کر رہے تھے اور اس بات پر قائم رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکم نہ مانیں۔ ''اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حَکم ماننے سے انکار کرتے ہوئے سعدؓ کے فیصلہ پر اصرار کیا۔'' انہوں نے یہ پسند نہیں کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو مانیں اور ان کو فیصلہ کرنے کیلئے حَکم کے طور پر مقرر کر دیں بلکہ انہوں نے کہا کہ سعد ہمارا فیصلہ کرے گا۔ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے اس مطالبہ کو مان لیا۔ سعدؓ کو جو جنگ میں زخمی ہو چکے تھے اطلاع دی کہ تمہارا فیصلہ بنوقریظہ تسلیم کرتے ہیں'' اس لیے ''آ کر فیصلہ کرو۔ اس تجویز کا اعلان ہوتے ہی اوس قبیلہ کے لوگ جو بنوقریظہ کے دیر سے حلیف چلے آئے تھے وہ سعدؓ کے پاس دوڑ کر گئے اور انہوں نے اصرار کرنا شروع کیا کہ چونکہ خزرج نے اپنے حلیف یہودیوں کو ہمیشہ سزا سے بچایا ہے'' اس لیے ''آج تم بھی اپنے حلیف قبیلہ کے حق میں فیصلہ دینا۔ سعدؓ زخموں کی وجہ سے سواری پر سوار ہو کر بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور ان کی قوم کے افراد ان کے دائیں بائیں دوڑتے جاتے تھے اور سعدؓ سے اصرار کرتے جاتے تھے کہ دیکھنا بنوقریظہ کے خلاف فیصلہ نہ دینا۔ مگر سعدؓ نے صرف یہی جواب دیا کہ

جسکے سپرد فیصلہ کیا جاتا ہے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ اسے دیانت سے فیصلہ کرنا چاہئے۔ میں دیانت سے فیصلہ کروں گا۔

جب سعدؓ یہود کے قلعہ کے پاس پہنچے جہاں ایک طرف بنوقریظہ قلعہ کی دیوار سے کھڑے سعدؓ کا انتظار کر رہے تھے اور دوسری طرف مسلمان بیٹھے تھے تو سعدؓ نے پہلے اپنی قوم سے پوچھا کیا آپ لوگ وعدہ کرتے ہیں کہ جو میں فیصلہ کروں گا وہ آپ لوگ قبول کریں گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر سعدؓ نے بنوقریظہ کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ لوگ وعدہ کرتے ہیں کہ جو فیصلہ میں کروں وہ آپ لوگ قبول کریں گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر شرم سے دوسری طرف دیکھتے ہوئے نیچی نگاہوں سے اس طرف اشارہ کیا جدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور کہا ادھر بیٹھے ہوئے لوگ بھی یہ وعدہ کرتے ہیں؟'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس لیے نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے کہ شرم تھی، حیا تھی لیکن فیصلے کیلئے حکم مقرر کیے گئے تھے تو پوچھنا بھی ضروری تھا۔ اس لیے نظریں بڑی نیچی کر کے آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منہ کر کے پوچھا کہ آپ بھی وعدہ کرتے ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد سعدؓ نے'' جب تینوں فریقوں سے وعدہ لے لیا تو سعد نے ''بائبل کے حکم کے مطابق فیصلہ سنایا۔ بائبل میں لکھا ہے:

''اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کیلئے آپہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لیے کھول دے تو ساری خَلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تُو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔ مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لیے لے اور تُو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہے کھائیو۔ اسی طرح سے تُو ان سب شہروں سے جو تجھ سے بہت دور ہیں اور ان قوموں کے شہروں میں سے نہیں ہیں، یہی حال کیجیو۔ لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو بلکہ تُو ان کو حرم کیجیو۔ حِتّی اور اَمُوری اور کَنْعَانی اور فَرِزّی اور حِوِّی اور یَبُوْسِی کو جیسا کہ خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم کیا ہے تاکہ وے اپنے سارے کریہہ کاموں کے مطابق جو انہوں نے اپنے معبودوں سے کیے تم کو عمل کرنا نہ سکھائیں اور کہ تم خداوند اپنے خدا کے گنہگار ہو جاؤ۔''

(استثناء باب 20 آیت 10 تا 17)

یہ بائبل کے الفاظ ہیں۔ حضرت سعدؓ نے یہ پڑھے اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔'' بائبل کے اس فیصلہ سے ظاہر ہے کہ اگر یہودی جیت جاتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہار جاتے تو بائبل کے اس فیصلہ کے مطابق اول تو تمام مسلمان قتل کر دیئے جاتے۔ مرد بھی اور عورت بھی اور بچے بھی اور جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کا یہی ارادہ تھا کہ مردوں، عورتوں اور بچوں سب کو یکدم قتل کر دیا جائے لیکن اگر وہ ان سے بڑی سے بڑی رعایت کرتے تب بھی کتاب استثناء کے مذکورہ بالا فیصلہ کے مطابق وہ ان سے دور کے ملکوں والی قوموں کا سا سلوک کرتے اور تمام مردوں کو قتل کر دیتے اور عورتوں اور لڑکوں اور سامانوں کو لوٹ لیتے۔ سعدؓ نے جو بنوقُریظہ کے حلیف تھے اور ان کے دوستوں میں سے تھے جب دیکھا کہ یہود نے اسلامی شریعت کے مطابق، جو یقیناً ان کی جان کی حفاظت کرتی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا تو انہوں نے وہی فیصلہ یہود کے متعلق کیا جو'' حضرت ''موسیٰؑ نے استثناء میں پہلے سے ایسے مواقع کیلئے کر چھوڑا تھا۔ اور اس فیصلہ کی ذمہ داری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا مسلمانوں پر نہیں'' یہ تو ان کی اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ تھا'' بلکہ موسیٰؑ پر اور تورات پر اور ان یہودیوں پر ہے جنہوں نے غیر قوموں کے ساتھ ہزاروں سال اس طرح معاملہ کیا تھا اور جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم کیلئے بلایا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے کیلئے تیار نہیں۔ ہم سعدؓ'' حضرت سعدؓ ''کی بات مانیں گے۔ جب سعدؓ نے موسیٰؑ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ دیا تو'' حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ''آج عیسائی دنیا شور مچاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کیا۔ کیا عیسائی مصنف اس بات کو نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے موقع پر کیوں ظلم نہ کیا؟'' باقی تو کہیں ظلم نظر نہیں آتا۔ ''سینکڑوں دفعہ دشمن نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑا اور ہر دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا۔ یہ ایک ہی موقع ہے کہ دشمن نے اصرار کیا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو نہیں مانیں گے بلکہ فلاں دوسرے شخص کے فیصلہ کو مانیں گے اور اس شخص نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اقرار لے لیا کہ جو میں فیصلہ کروں گا اسے آپ مانیں گے۔'' جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے اقرار آپؐ سے بھی لیا گیا تھا'' اسکے بعد اس نے فیصلہ کیا بلکہ اُس نے فیصلہ نہیں کیا۔ اس نے موسیٰؑ کا فیصلہ دہرا دیا جس کی امت میں سے ہونے کے یہود مدعی تھے۔ پس اگر کسی نے ظلم کیا تو یہود نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر کسی نے ظلم کیا تو موسیٰؑ نے ظلم کیا جنہوں نے محصور دشمن کے متعلق تورات میں خدا سے حکم پا کر یہی تعلیم دی تھی۔ اگر یہ ظلم تھا تو ان عیسائی مصنفوں کو چاہئے کہ موسیٰؑ کو ظالم قرار دیں بلکہ موسیٰؑ کے خدا کو ظالم قرار دیں جس نے یہ تعلیم تورات میں دی ہے۔

احزاب کی جنگ کے خاتمہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج سے مشرک ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ اب اسلام خود جواب دے گا اور ان اقوام پر جنہوں نے ہم پر حملے کئے تھے اب ہم چڑھائی کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احزاب کی جنگ میں بھلا کفار کا نقصان ہی کیا ہوا تھا؟ چند آدمی مارے گئے تھے۔ وہ دوسرے سال پھر دوبارہ تیاری کر کے آسکتے تھے۔ بیس ہزار کی جگہ وہ چالیس یا پچاس ہزار کا لشکر بھی لا سکتے تھے بلکہ اگر وہ اور زیادہ انتظام کرتے تو لاکھ ڈیڑھ کا لشکر لانا بھی ان کیلئے کوئی مشکل نہیں تھا مگر اکیس سال کی متواتر کوشش کے بعد کفار کے دلوں کو محسوس ہو گیا تھا کہ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ ان کے بت جھوٹے ہیں اور دنیا کا پیدا کرنے والا ایک ہی خدا ہے۔ ان کے جسم صحیح سلامت تھے مگر ان کے دل ٹوٹ چکے تھے۔'' یعنی کافروں کے ''بظاہر وہ اپنے بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہوئے نظر آتے تھے مگر ان کے دلوں میں سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 282-287)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کو قبول کرنے کی شرط پر قلعہ سے اتر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلا بھیجا تو وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے میں سے بہتر کے استقبال کیلئے اٹھو یا فرمایا اپنے سردار کے استقبال کیلئے اٹھو۔ پھر آپؐ نے فرمایا سعدؓ یہ لوگ آپ کے فیصلہ پر اترے ہیں۔ انہوں نے کہا: پھر مَیں ان کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لڑنے والے تھے انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے اہل و عیال قید کر لیے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے الٰہی منشاء کے مطابق فیصلہ کیا ہے یا فرمایا تم نے شاہانہ فیصلہ کیا ہے یعنی تم نے بادشاہوں جیسا فیصلہ کیا۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب مناقب سعد بن معاذ حدیث 3804)

اس کی جو بعض زائد باتیں ہیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی تفصیل بیان کی ہے۔ کچھ باتیں مَیں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں بنوقریظہ کے تعلق میں ہی کہ آخر کم و بیش تیس (بیس) دن کے محاصرے کے بعد یہ بدبخت یہود ایک ایسے شخص کو حکم مان کر اپنے قلعوں سے اترنے پر رضامند ہوئے جو باوجود ان کا حلیف ہونے کے ان کی کارروائیوں کی وجہ سے ان کیلئے اپنے دل میں کوئی رحم نہیں پاتا تھا اور جو گو عدل و انصاف کا مجسمہ تھا مگر اسکے قلب میں رحمۃ للعالمین کی سی شفقت اور رافت نہیں تھی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قبیلہ اوس بنوقریظہ کا قدیم حلیف تھا اور اس زمانہ میں اس قبیلہ کے رئیس سعد بن معاذؓ تھے جو غزوۂ خندق میں زخمی ہو کر اب مسجد کے صحن میں زیر علاج تھے۔ اس قدیم جتھہ داری کا خیال کرتے ہوئے بنوقریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذؓ کو گا پنا حکم مانتے ہیں۔ جو فیصلہ بھی وہ ہمارے متعلق کریں وہ ہمیں منظور ہوگا۔ لیکن یہود میں بعض ایسے لوگ بھی تھے (جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے) جو اپنے اس قومی فیصلہ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو مجرم یقین کرتے تھے اور دل میں اسلام کی صداقت کے قائل ہو چکے تھے۔ ایسے لوگوں میں سے بعض آدمی جن کی تعداد تاریخی روایات میں تین بیان ہوئی ہے بطیب خاطر بڑی خوشی سے اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔ ایک اَور شخص تھا وہ مسلمان تو نہیں ہوا مگر وہ اپنی قوم کی غداری پر اس قدر شرمندہ تھا کہ جب بنوقریظہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی تو وہ یہ کہتا ہوا کہ میری قوم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت غداری کی ہے میں اس غداری میں شامل نہیں ہو سکتا، مدینہ چھوڑ کر کہیں باہر چلا گیا تھا مگر باقی قوم آخر تک اپنی ضد پر قائم رہی اور سعدؓ کو اپنا ثالث بنانے پر اصرار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے منظور فرمایا (جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے) اس کے بعد آپؐ نے چند انصاری صحابیوں کو سعدؓ کے لانے کیلئے روانہ فرمایا۔ سعدؓ آئے اور راستہ میں ان کے قبیلے کے بعض لوگوں نے اصرار کیا اور بار بار یہ درخواست کی کہ قریظہ ہمارے حلیف ہیں اس لیے ان کا خیال رکھنا۔ جس طرح خزرج نے اپنے حلیف قبیلہ بَنُو قَیْنُقَاع کے ساتھ نرمی کی تھی تم بھی قریظہ سے رعایت کا معاملہ کرنا اور انہیں سخت سزا نہ دینا۔ سعد بن معاذؓ پہلے تو خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتے رہے لیکن جب ان کی طرف سے زیادہ اصرار ہونے لگا تو سعدؓ نے کہا کہ یہ وہ وقت ہے کہ سعدؓ اس وقت حق و انصاف کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی پروا نہیں کر سکتا۔ جب سعدؓ کا یہ جواب سنا تو لوگ خاموش ہو گئے۔

بہرحال جب سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے رئیس کیلئے اٹھو اور سواری سے نیچے اترنے میں انہیں مدد دو۔ جب سعدؓ سواری سے نیچے اترے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑھے۔ حضرت سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا سعد! بنوقریظہ نے تمہیں حکم مانا ہے اور ان کے متعلق تم جو فیصلہ کرو انہیں منظور ہوگا۔ اس پر سعدؓ نے اپنے قبیلے اوس کے لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ کیا تم خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ پختہ عہد کرتے ہو کہ تم بہرحال اس فیصلہ پر عمل کرنے کے پابند ہو گے جو مَیں بنوقریظہ کے متعلق کروں؟ لوگوں نے کہا ہاں ہم وعدہ کرتے ہیں۔ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو ذکر فرمایا ہے اس میں بھی بیان ہو چکا ہے۔ بہرحال پھر سعدؓ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے کہا کہ وہ صاحب جو...... (انہوں نے اس طرح یہاں لکھا ہے کہ وہ صاحب جو) یہاں تشریف رکھتے ہیں کیا وہ بھی ایسا ہی وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بہرحال میرے فیصلہ کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وعدہ کرتا ہوں۔

اس عہد و پیمان کے بعد سعدؓ نے اپنا فیصلہ سنایا جو یہ تھا کہ بنوقریظہ کے مقاتل یعنی جنگجو لوگ قتل کر دیے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ تمہارا یہ فیصلہ ایک خدائی تقدیر ہے جو ٹل نہیں سکتی اور ان الفاظ سے آپؐ کا یہ مطلب تھا کہ بنوقریظہ کے متعلق یہ فیصلہ ایسے حالات میں ہوا ہے کہ اس میں صاف طور پر خدائی تصرف کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور اس لیے آپؐ کا جذبہ رحم اسے روک نہیں سکتا۔ اور یہ واقعی درست تھا کیونکہ بنوقریظہ کا ابولُبابہ کو اپنے مشورہ کیلئے بلانا اور ابولُبابہ کے منہ سے ایک ایسی بات نکل جانا جو سراسر بے بنیاد تھی اور بنوقریظہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ماننے سے انکار کرنا اور اس خیال سے کہ قبیلہ اوس کے لوگ ہمارے حلیف ہیں اور ہم سے رعایت کا معاملہ کریں گے سعد بن معاذؓ رئیس اوس کو اپنا حکم مقرر کرنا، پھر سعدؓ کا حق و انصاف کے رستے میں اس قدر پختہ ہو جانا کہ عصبیت اور جتھہ داری کا احساس دل سے بالکل محو ہو جاوے اور بالآخر سعدؓ کا اپنے فیصلہ کے اعلان سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا پختہ عہد لے لینا کہ بہرحال اس فیصلہ کے مطابق عمل ہوگا۔ یہ ساری باتیں اتفاقی نہیں ہو سکتیں اور یقیناً ان کی تہ میں خدائی تقدیر اپنا کام کر رہی تھی اور یہ فیصلہ خدا تعالیٰ کا تھا نہ کہ سعدؓ کا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنوقریظہ کی بدعہدی اور غداری اور بغاوت اور

فتنہ وفساد اور قتل و خونریزی کی وجہ سے خدائی عدالت سے یہ فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان کے جنگجو لوگوں کو دنیا سے مٹا دیا جاوے۔ چنانچہ ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غزوہ کے متعلق غیبی تحریک ہونا بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک خدائی تقدیر تھی مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کے رسولؐ کے ذریعہ سے یہ فیصلہ جاری ہو اور اس لیے اس نے نہایت پیچ در پیچ غیبی تصرّفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل الگ رکھا اور سعد بن معاذؓ کے ذریعہ اس فیصلہ کا اعلان کروایا اور فیصلہ بھی ایسے رنگ میں کروایا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بالکل دخل نہیں دے سکتے تھے کیونکہ آپؐ وعدہ فرما چکے تھے کہ آپؐ بہرحال اس فیصلہ کے پابند رہیں گے اور پھر چونکہ اس فیصلہ کا اثر بھی صرف آپؐ کی ذات پر نہیں پڑتا تھا بلکہ تمام مسلمانوں پر پڑتا تھا اس لیے آپؐ اپنا یہ حق نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی رائے سے خواہ وہ کیسی ہی عفو اور رحم کی طرف مائل ہو اس فیصلہ کو بدل دیں۔ یہی خدائی تصرف تھا جس کی طاقت سے متاثر ہو کر آپؐ کے منہ سے بے اختیار طور پر یہ الفاظ نکلے کہ قَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ یعنی اے سعد! تمہارا یہ فیصلہ تو خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے جس کے بدلنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

یہ الفاظ کہہ کر آپؐ خاموشی سے وہاں سے اٹھے اور شہر کی طرف چلے آئے اور اس وقت آپؐ کا دل اس خیال سے دردمند ہو رہا تھا کہ ایک قوم جس کے ایمان لانے کی آپؐ کے دل میں بڑی خواہش تھی اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے ایمان سے محروم رہ کر خدائی قہر و عذاب کا نشانہ بن رہی ہے اور غالباً اسی موقع پر آپؐ نے یہ حسرت بھرے الفاظ فرمائے کہ اگر یہود میں سے مجھ پر دس آدمی یعنی دس بارسوخ آدمی بھی ایمان لے آتے تو میں خدا سے امید رکھتا کہ یہ ساری قوم مجھے مان لیتی اور خدائی عذاب سے بچ جاتی۔ بہرحال وہاں سے اٹھتے ہوئے آپؐ نے یہ حکم دیا کہ بنوقریظہ کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے مدینہ میں لایا گیا اور شہر میں دو الگ الگ مکانات میں جمع کر دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت صحابہ نے جن میں سے غالباً کئی لوگ خود بھوکے رہے ہوں گے بنوقریظہ کے کھانے کیلئے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیا اور لکھا ہے کہ یہودی لوگ رات بھر پھل نوشی میں مصروف رہے۔ دوسرے دن صبح کو سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کا اجرا ہونا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مستعد آدمی اس کام کی سرانجام دہی کیلئے مقرر فرما دیے اور خود بھی قریب ہی ایک جگہ میں تشریف فرما ہو گئے تا کہ اگر فیصلہ کے اجرا کے دوران میں کوئی ایسی بات پیدا ہو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی ضرورت ہو تو آپ بلا توقف ہدایت دے سکیں۔ نیز یہ بھی کہ اگر کسی مجرم کے متعلق کسی شخص کی طرف سے رحم کی اپیل ہو تو اس میں آپ فوراً فیصلہ صادر فرما سکیں کیونکہ گو سعد کے فیصلہ کی اپیل عدالتی رنگ میں آپؐ کے سامنے پیش نہیں ہو سکتی تھی مگر ایک بادشاہ یا صدرِ جمہوریت کی حیثیت میں آپؐ کسی فرد کے متعلق کسی خاص وجہ کی بنا پر رحم کی اپیل ضرور سن سکتے تھے۔ بہرحال آپؐ نے بتقاضائے رحم یہ بھی حکم فرمایا کہ مجرموں کو ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ قتل کیا جاوے۔ یعنی ایک کے قتل کے وقت دوسرے مجرم پاس موجود نہ ہوں۔ چنانچہ ایک ایک مجرم کو الگ الگ لایا گیا اور حسب فیصلہ سعد بن معاذؓ ان کو قتل کیا گیا۔

بنوقریظہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم مؤرخین نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حملے کرتے ہیں یا انہوں نے حملے کیے۔ اور کم و بیش چار سو یہودیوں کی سزائے قتل کی وجہ سے آپؐ کو نعوذ باللہ ظالم اور سفاک فرمانروا کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک محقق نے یہ بھی تحقیق کی ہے کہ جو اصل تعداد ہے وہ سولہ سترہ بنتی ہے لیکن بہرحال یہ تحقیق طلب چیز ہے۔ ابھی بھی اس پہ تحقیق ہو سکتی ہے۔ کسی نے تعداد سو لکھی ہے۔ چار سو لکھی ہے۔ کسی نے زیادہ لکھی ہے۔ کسی نے ہزار لکھی ہے۔ نو سو لکھی ہے۔ بہرحال کیونکہ معین تعداد نہیں ہے اس لیے اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ بہرحال اگر چار سو بھی ہے تو اس اعتراض کی بنا محض مذہبی تعصب پر واقع ہے جس سے جہاں تک کم از کم اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے بہت سے مغربی روشنی میں تربیت یافتہ مؤرخ بھی آزاد نہیں ہو سکے۔ یہی الزام لگاتے ہیں۔ تو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ اس اعتراض کے جواب میں اول تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بنوقریظہ کے متعلق جس فیصلہ کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعد بن معاذؓ کا فیصلہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز نہیں تھا۔ اور جب وہ آپؐ کا فیصلہ ہی نہیں تھا تو اس کی وجہ سے آپؐ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے یہ کہ فیصلہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا۔ سوم یہ کہ اس عہد کی وجہ سے جو سعدؓ نے فیصلے کے اعلان سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا آپؐ اس بات کے پابند تھے کہ بہرحال اس کے مطابق عمل کرتے۔ چہارم یہ کہ خود مجرموں نے اس فیصلے کو قبول کیا اور اس پر اعتراض نہیں کیا اور اسے اپنے لیے ایک خدائی تقدیر سمجھا۔ تو اس صورت میں آپؐ کا یہ کام نہیں تھا کہ خواہ مخواہ اس میں دخل دینے کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ سعدؓ کے فیصلے کے بعد اس معاملے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق صرف اس قدر تھا کہ آپؐ اپنی حکومت کے نظام کے ماتحت اس فیصلے کو بصورت احسن جاری فرما دیں اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ آپؐ نے اسے ایسے رنگ میں جاری فرمایا کہ جو رحمت و شفقت کا بہترین نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔ یعنی جب تک تو یہ لوگ فیصلے کے اجرا سے قبل قید میں رہے آپؐ نے ان کی رہائش اور خوراک کا بہتر سے بہتر انتظام فرمایا اور جب ان پر سعدؓ کا فیصلہ جاری کیا جانے لگا تو آپؐ نے ایسے رنگ میں جاری کیا کہ وہ مجرموں کیلئے کم سے کم موجب تکلیف تھا۔ یعنی اول تو ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے آپؐ نے یہ حکم دیا کہ ایک مجرم کے قتل کے وقت کوئی دوسرا مجرم سامنے نہ ہو بلکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جن لوگوں کو مقتل میں لایا جاتا تھا ان کو اس وقت تک علم نہیں ہوتا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں جب تک وہ عین مقتل میں نہ پہنچ جاتے تھے۔ اس کے علاوہ جس شخص کے متعلق بھی آپؐ کے سامنے رحم کی اپیل پیش ہوئی آپؐ نے اسے فوراً قبول کر لیا اور نہ صرف ایسے لوگوں کی جان بخشی کی بلکہ ان کے بیوی بچوں اور اموال وغیرہ کے متعلق بھی حکم دے دیا کہ انہیں واپس دے دیے جائیں۔ ان کا سب کچھ، مال بھی لوٹا دیا۔ اس سے بڑھ کر ایک مجرم کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک کیا ہو سکتا ہے؟ پس نہ صرف یہ کہ بنوقریظہ کے واقعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور حسن انتظام اور آپ کے فطری رحم و کرم کا ایک نہایت بیّن ثبوت ہے۔

بے شک اپنی ذات میں سعدؓ کا فیصلہ ایک سخت فیصلہ تھا اور فطرت انسانی بظاہر اس سے ایک صدمہ محسوس کرتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس کے بغیر کوئی اَور راستہ کھلا تھا جسے اختیار کیا جاتا۔ بنوقریظہ کے متعلق سعدؓ کا فیصلہ جیسا کہ ہم نے کہا گو اپنی ذات میں بڑا سخت ہے مگر وہ حالات کی مجبوری تھی اور حالات کی مجبوری کا ایک لازمی نتیجہ تھا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مارگولیس (Margulis) جیسا مؤرخ بھی جو ہرگز اسلام کے دوستوں میں سے نہیں ہے اس موقع پر اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ سعدؓ کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنونَضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا یا کم از کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور بنونَضیر وہ تھے جنہیں محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم بنوقُریظہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششیں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ دوسری طرف وہ قوم مدینہ میں بھی نہیں رہنے دی جا سکتی تھی جس نے اس طرح برملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔''

یہ مارگولیس لکھ رہا ہے۔ ''پس سعدؓ کا فیصلہ بالکل منصفانہ اور عدل و انصاف کے قواعد کے بالکل مطابق تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ اپنے عہد کے اس فیصلے کے متعلق رحم کے پہلو کو کام میں نہیں لا سکتے تھے سوائے چند افراد کے اور اس کیلئے آپ نے ہر ممکن کوشش کی جنہوں نے رحم کی اپیل کی۔ عمومی فیصلہ نہیں دے سکتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے اس شرم سے کہ انہوں نے آپ کو جج ماننے سے انکار کر دیا تھا آپ کی طرف رحم کی اپیل کی صورت میں زیادہ رجوع نہیں کیا۔ صرف چند ایک نے کیا اور ظاہر ہے کہ بغیر اپیل ہونے کے آپؐ رحم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ جو باغی اپنے جرم پر ندامت کا اظہار بھی نہیں کرتا اسے خود بخود چھوڑ دینا سیاسی طور پر نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

ایک اَور بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جو معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان ابتدا میں ہوا تھا اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر یہود کے متعلق کوئی امر قابل تصفیہ پیدا ہو گا تو اس کا فیصلہ خود انہیں کی شریعت کے ماتحت کیا جائے گا یعنی یہود کی شریعت کے مطابق۔ چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اس معاہدہ کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہود کے متعلق شریعت موسوی کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ اب ہم تورات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو وہاں اس قسم کے جرم کی سزا جسکے مرتکب بنوقریظہ ہوئے بعینہ وہی لکھی ہوئی پاتے ہیں جو سعد بن معاذؓ نے بنوقریظہ پر جاری کی۔'' (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 599 تا 611)

بہرحال بنوقریظہ کے معاملے کے بارے میں حضرت سعد بن معاذؓ کا جہاں تک ان سے تعلق تھا اس کی اتنی ہی تفصیل یہاں کافی ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ کے ذکر کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان کروں گا۔

اب میں چند وفات یافتگان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی ہے اور ان شاء اللہ نمازِ جمعہ کے بعد ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر ہے مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ جو صدر لجنہ اماء اللہ گھانا تھیں۔ 30/ جون کو 65/ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ان کو یوٹرین (uterine cancer) کینسر ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ recover بھی کر گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطا کی لیکن اس سال مئی میں دوبارہ ان کی صحت گرنی شروع ہو گئی۔ اچانک دوبارہ حملہ ہوا اور کچھ عرصہ ہسپتال میں بیمار رہنے کے بعد 30/ جون کو ان کی وفات ہو گئی۔ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ گھانا کے شمالی علاقہ وا (Wa) میں اپریل 1955ء میں ایک احمدی گھرانے میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کے والد الحاج خالد صالح صاحب مرحوم وا (Wa) کے قریب ایک گاؤں میں امام تھے جہاں اکثر لوگ بت پرست تھے۔ انہوں نے بت پرست لوگوں میں تبلیغ کر کے احمدیت قائم کی تھی۔ مرحومہ کا بچپن وا (Wa) میں ہی گزرا۔ ایک سلجھی ہوئی، سلیقہ مند اور اصول پسند خاتون تھیں۔ پیشے کے اعتبار سے مرحومہ ایک ٹیچر تھیں اور اپنے پروفیشنل حلقہ احباب اور جماعت میں بھی دوسروں کیلئے ایک نمونہ تھیں۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بستان احمد میں احمدیہ انٹرنیشنل سکول کی ہیڈ مسٹرس کے طور پر خدمات بجا لا رہی تھیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان کو ایک خاص لگاؤ تھا۔ بہت سارے بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کیا کرتی تھیں اور کئی بچوں کو اپنے گھر رکھ کر بغیر معاوضے کے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ساری جڑ تقویٰ اور طہارت ہے
اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 243 ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بے فائدہ ہیں
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 48 ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

پڑھایا کرتی تھی۔ 2017ء میں ان کو صدر لجنہ اماء اللہ مقرر کیا گیا تھا اور بڑی خوبی سے انہوں نے اپنی صدارت کا عرصہ، جتنے سال بھی یہ رہیں، بیماری کے باوجود پورا کیا۔ اور وفات کے وقت تک بحیثیت صدر لجنہ گھانا کام جاری رکھا۔ مختلف پروگرام بناتی رہیں۔ آج کل Covid کی وجہ سے جو پابندیاں لگی ہوئی ہیں اس کے باوجود انٹرنیٹ وغیرہ پر انہوں نے تربیت کے پروگرام جاری رکھے اور لجنہ کی تربیت کا کام کرتی رہیں۔ نمازوں کی پابند تھیں۔ نہایت شوق سے نیکیاں بجالانے والی تھیں۔ تہجد گزار تھیں۔ باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ خلافت سے ان کا بڑا تعلق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی اور چار پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ جو آج ہوگا جن کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ افریقہ انگلستان اور امریکہ ہیں۔ یہ 27؍جون کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت قاضی عبدالسلام بھٹی صاحب اور محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے ہاں اکتوبر 1926ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ کی پوتی اور حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی پڑپوتی تھیں۔ بے شمار خوبیوں کی مالک، دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت سے بے لوث محبت کا تعلق تھا جو کم دیکھنے میں ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد بلکہ اولاد در اولاد میں بھی یہ تعلق پیدا کیا۔ اور یہ بھی کہ کس طرح جاری رکھنا ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ شیخ مبارک احمد صاحب سے ان کی یہ دوسری شادی تھی جن سے ان کی ایک بیٹی پیدا ہوئی اور پہلے خاوند سے بھی اولاد تھی۔ پہلے خاوندان کے جو تھے ان کا نام نصیر احمد بھٹی صاحب تھا۔ بہرحال شیخ صاحب کا مختلف ملکوں میں خدمت کا جو عرصہ تھا اس میں انہوں نے بڑی وفا سے ان کے ساتھ زندگی گزاری۔ پسماندگان میں شیخ صاحب کی سابقہ اہلیہ سے ایک بیٹی کے علاوہ ان کی اپنی اولاد میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے فہیم احمد بھٹی صاحب یہاں ہمارے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور رضا کار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ایک پوتے صبور بھٹی مربی سلسلہ ہیں۔ وکالت تبشیر یوکے میں کام کر رہے ہیں۔ ایک پوتے احمد فواد بھٹی وقف زندگی ہیں جو بطور ٹیچر احمدیہ کالج کانو (Kano) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک پوتے خلیق بھٹی بھی تعلیم مکمل کر کے وقف کر کے اب ریویو آف ریلیجنز میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ان کے ایک پوتے نبیل بھٹی ہیں جو دو سال پہلے شدید بیمار ہو گئے تھے۔ تقریباً قریب المرگ تھے۔ ان کیلئے انہوں نے بہت دعائیں کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر اس بچے کی شفا کے بارے میں بتا بھی دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بھی عطا فرمائی لیکن بہرحال ابھی بھی نبیل بھٹی صاحب کو اس بیماری کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی بعض پیچیدگیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامل شفا بھی عطا فرمائے اور صفیہ بیگم صاحبہ نے ان کیلئے جو دعائیں کی ہوئی ہیں وہ قبول فرمائے۔ یہ بھی وقف میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت کا مفید وجود بنائے اور اس کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی خادم دین بنائے۔

ان کی بیٹی فریدہ شیخ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ہماری اُمی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔ ہر وقت ان کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے بتاتی رہتی تھیں کہ ان کی وجہ سے ہمیں سب کچھ ملا ہے اور سب برکتیں انہیں کی ہیں۔ پھر اسی طرح افریقن امریکن بہنوں سے بھی ان کو ایک خاص تعلق تھا۔ اس کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ان میں سے اکثر کا تقریباً ہر روز آنا جانا رہتا تھا اور گھر میں بے تکلفی سے آتی تھیں۔ کچن میں بیٹھ کر امی کے ساتھ باتیں کرتیں گویا کہ وہ فیملی کا ہی حصہ ہیں۔

اسی طرح ان کی بڑی بیٹی جو نعیمہ شبیر صاحبہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ نہایت شفیق محبت کرنے والی تھیں۔ بے انتہا صبر کرنے والی، اپنی جان پر ظلم کر کے دوسروں کا خیال رکھنے والی خاتون تھیں۔ خلافت کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالی۔ باقاعدگی سے خط لکھنے کا کہتی تھیں۔ اپنی اولاد کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں پڑھتی رہتی تھیں اور غرباء اور یتامیٰ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ چندے اور صدقات بڑی باقاعدگی سے دیا کرتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاص شفقت سے ان کا رشتہ اور نکاح شیخ مبارک احمد صاحب سے کروایا تھا جو مبلغ سلسلہ تھے۔ اُن کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تھیں اور ان کے خاوند فوت ہو گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے رشتہ کے وقت شیخ صاحب کو کسی جماعتی کام سے خوش ہو کے کہا کہ مَیں آپ کو ایک انعام دے رہا ہوں۔ شیخ صاحب نے بھی اس انعام کی قدر کی اور وہ انعام جو تھا وہ صفیہ بیگم صاحبہ کی صورت میں دیا۔ شیخ صاحب نے اس کی قدر کی اور ان کے بچوں کا جو پہلے خاوند سے بچے تھے اور خاوندان کے جوانی میں فوت ہو گئے تھے ان کا بھی بہت خیال رکھا۔ ان کے بڑے بیٹے شمیم بھٹی صاحب سکول اور کالج میں میرے ساتھ پڑھتے بھی رہے ہیں اور مَیں نے دیکھا ہے کہ شیخ صاحب نے بھی ان بچوں کا بہت خیال رکھا اور اس کا حق ادا کیا لیکن صفیہ بیگم صاحبہ نے بھی شیخ صاحب کا میدانِ عمل میں اس طرح ساتھ دیا جو ایک واقف زندگی کی بیوی کا فرض ہے۔ بہت کم مبلغین کی بیویاں اس طرح حق ادا کرتی ہیں جس طرح انہوں نے حق ادا کیا۔ مہمانوں کی مہمان نوازی بے لوث ہو کر کی اور کبھی شکوہ نہیں کیا اور اسی طرح جماعت کے افراد کے لیے دعائیں بھی بڑی کیا کرتی تھیں۔ مبلغین جو شیخ صاحب کے ماتحت رہے ان کے ساتھ، ان کی فیملیوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا۔ میرا تو خلافت کے بعد ان سے زیادہ تعلق پیدا ہوا، واقفیت بھی ہوئی تو مَیں نے یہ دیکھا کہ خلافت کی ایک شیدائی تھیں اور ایسے شیدائی اور فدائی لوگ کم ہی دیکھنے میں ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت کا وفادار رکھے۔

اگلا جنازہ جو ہے وہ مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید کا ہے۔ یہ 18؍جون کو 86؍سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد حضرت میاں اللہ دتہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفرِ جہلم کے موقع پر اپنے گاؤں سے دس بارہ میل کا پیدل سفر کر کے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ بہرحال 1965ء میں انہوں نے وقف کیا۔ 1967ء سے 2008ء تک تقریباً اکتالیس سال سندھ اور پنجاب کی مختلف جماعتوں میں خدمات انجام دیں۔ سینکڑوں بچوں اور بچیوں اور مردوں اور خواتین کو قرآن پڑھایا۔ آپ کی تبلیغی کاوشوں اور دعاؤں کی بدولت بیسیوں سعید روحوں کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے عبدالہادی طارق صاحب مربی سلسلہ گھانا میں ہیں اور وہاں کے انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ میں سات سال سے بطور استاد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ موجودہ حالات کی وجہ سے اپنے والد صاحب کے جنازے اور تدفین میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔ آپ کے دو بھتیجے بھی مربی سلسلہ ہیں اور تین نواسے حافظِ قرآن ہیں۔

مغفور احمد منیب صاحب، جو ہمارے واقف زندگی مربی سلسلہ ہیں، آج کل مرکز میں تعینات ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مکرم مولوی صاحب واقفِ زندگی مربیان اور معلمین کیلئے بلاشبہ ایک نمونہ تھے۔ کم گو، غضِ بصر کرنے والے، اپنے کام سے کام رکھنے والے، دعاگو، منکسر المزاج، خندہ پیشانی سے ملنے والے، خلافت احمدیہ کیلئے سینہ سپر، ناراض بھی ہوتے تو سمجھانے میں درد نمایاں ہوتا۔ قناعت شعاری بہت تھی۔ آج وہ بچے اور بچیاں جو مولوی صاحب کے شاگرد تھے بڑے ہو گئے ہیں لیکن ان کے دلوں سے مولوی صاحب کے حسنِ اخلاق اور محبت کی یادیں محو نہیں ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انکی اولاد اور نسل کو بھی انکی خوبیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ اہلیہ بشیر احمد ڈوگر صاحب عہدی پور ضلع نارووال کا ہے جو 22؍مئی کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت ملک سردار خان ڈوگر صاحب نمبردار کے ذریعے آئی جو صحابیؓ تھے۔ آپ کے بیٹے ریاض احمد ڈوگر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے آپ کو بہت نمازی اور پرہیزگار دیکھا ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ بہت سی سورتیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔ صبح دودھ بلوتے ہوئے اکثر آپ سورت تغابن کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ پنجوقتہ نماز بہت اہتمام سے ادا کرتی تھیں۔ ہر نماز سے پہلے ایک دو پوتا پوتی، نواسہ نواسی کو ضرور اپنے ساتھ کھڑا کرتیں تا کہ بچوں کو بھی نماز کا شوق پیدا ہو۔ نماز کے بعد کافی دیر جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح کرتی رہتی تھیں۔ اسی طرح تلاوت بھی باآواز بلند کرتیں اور سارے گھر میں ان کی تلاوت کی آواز گونجتی تھی۔ آپ کو بہت ساری سورتیں زبانی یاد تھیں۔ خلافت سے آپ کو والہانہ لگاؤ اور محبت اور عقیدت تھی اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں پر بڑا یقین تھا۔ اس بات کو بڑے فخر سے لوگوں کو بتاتیں کہ میرا بیٹا بھی مربی ہے۔ میرا پوتا بھی مربی بن رہا ہے۔ میرا نواسہ بھی مربی ہے اور باوجود اس کے کہ اپنے بچوں کو بہت یاد کرتیں مگر ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ خدا کا بہت فضل ہے مجھ پر کہ اس نے میری شاخیں دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دی ہیں۔ پسماندگان میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے ریاض احمد ڈوگر صاحب تنزانیہ میں خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں اور وہ بھی موجودہ حالات کی وجہ سے اور میدانِ عمل میں مصروف ہونے کی وجہ سے آپ کے جنازے اور تدفین میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آپ کے ایک نواسے عدیل احمد ڈوگر پاکستان میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک پوتا عزیزم ایاز احمد ڈوگر جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا میں درجہ خامسہ کا طالب علم ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کی نسل کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح آج مَیں ان لوگوں کو بھی جنازے میں شامل کروں گا جن کا گذشتہ خطبات میں صرف ذکر کر چکا ہوں اور حالات کی وجہ سے جنازہ نہیں پڑھایا گیا جن میں ناصر سعید صاحب شامل ہیں۔ غلام مصطفیٰ صاحب شامل ہیں۔ اسلام آباد کے ڈاکٹر نقی الدین صاحب ہیں وہ شامل ہیں۔ ذوالفقار صاحب مربی انڈونیشیا شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے
مسابقت کی روح ہونی چاہیے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ
تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے

(مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

’’وہ وقت ضرور آئے گا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے گا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکے گا‘‘

جس کام کو اللہ تعالیٰ مکمل کرنا چاہے اس میں روکیں ڈالنے کی نام نہاد عالموں یا مخالفین کی یہ کوششیں کامیاب نہیں ہوسکتیں

’’ہر بندہ احمدیت میں آئے گا خواہ ابھی آئے یا بعد میں‘‘

خوش نصیب ہیں وہ بیعت کرنے والے جو بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلے میں داخل ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے

مخالفت کے باوجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جلسہ سالانہ ہالینڈ کے موقع پر 29؍ستمبر 2019ء بروز اتوار سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ گاہ نزد بیت النور، نن سپیت، ہالینڈ میں اختتامی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب

(خطاب سے پہلے حضورِ انور نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ پہلے تو مجھے یہ بتائیں کہ اس وقت یہاں ہالینڈ کی جماعت کے کتنے ممبر ہیں۔ ذرا ہاتھ کھڑے کریں۔ باہر سے زیادہ آئے ہوئے ہیں اور نعرے لگانے کا انہیں بھی شوق ہے اس لیے ہالینڈ والوں کو نعرے لگانے دیں۔ باقی بیچارے شاید باہر بیٹھے ہوں گے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔
(الصّف:9)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب یہ دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانے میں اسلام کے احیاء کیلئے بھیجے گئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا میں پھیلانے کا کام اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سپرد کیا ہے تو پھر ضروری تھا اور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات اور نصرت کے نظارے بھی دکھاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نظارے دکھائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کے طفیل متعدد بار اس بات کی تسلی بھی کروائی گئی بلکہ 1882ء میں جبکہ ابھی آپؑ نے دعویٔ مسیحیت اور مہدویت بھی نہیں کیا تھا اور پھر اس کے بعد متعدد بار اور 1902ء تک یہ آیت آپ کو بھی الہام ہوئی۔

(تذکرہ صفحہ 38، 150، 230، 294، 549 تا 550 ایڈیشن چہارم)

اس زمانے میں جب اسلام مخالف طاقتیں اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھیں آپؑ نے اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ فرمایا ہے کہ دشمن چاہے جتنا زور لگا لیں اب اسلام کا پھیلنا پھولنا اور پھلنا اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ آج بھی قائم ہے اور اپنی تمام تر شان و شوکت سے پورا ہونے والا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور اب یہ ترقی جس مسیح و مہدی کے ذریعے سے ہونی ہے وہ میں ہی ہوں اور اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’یہ لوگ اپنے منہ کی لاف و گزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہوگی یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے۔‘‘

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 290)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ شریر کافر اپنے منہ کی پھونکوں سے نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ کافر برا مناتے رہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا کسی نے دکاندار اور کافر و بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 186، ایڈیشن 1984ء)

اسلام مخالف طاقتیں تو اپنے کام کر ہی رہی تھیں لیکن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں ان سے بھی یہی پتہ لگتا ہے کہ ان لوگوں کی بھی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر ان میں سے بہت سے اپنے آپ کو عالمِ دین بھی کہتے ہیں یہ بدقسمتی ہے۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ کافروں کی اس کوشش پر جو اسلام کو مٹانے کیلئے کی جارہی تھی مسیح موعودؑ کا ساتھ دیتے یا اب تک کی جارہی ہیں مسیح موعودؑ کا ساتھ دیں آپ علیہ السلام کی مخالفت شروع کر دی اور کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن ان کی مخالفتیں اب کچھ نہیں کر سکتیں۔ جس طرح پہلے زمانے میں مخالفتیں کچھ نہیں کر سکیں یا پھر ایک ہزار سال کے اندھیرے زمانے کے بعد مخالفتیں اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں اور اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہا، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اصلی حالت میں رہا۔ اسی طرح اب بھی یہ قائم رہنا ہے اور جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے آپؑ کے زمانے میں اور آپؑ کے ذریعے سے احیائے دین اور اسلام ہونا ہے۔ اب اسلام کی خوبصورت تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہی دنیا پر ظاہر ہونی ہے اور ہو بھی رہی ہے۔

جس کام کو اللہ تعالیٰ مکمل کرنا چاہے اس میں روکیں ڈالنے کی یہ نام نہاد عالموں یا مخالفین کی کوششیں کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ یہ جو عالم کہلاتے ہیں وہ عالم کہاں مقتدرت رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو ٹال سکیں یا اس میں روکیں ڈال سکیں۔ پس آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے ان کے مقابلے میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا جو اسلام کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور ان کے خلاف بھی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد فرمائے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے میں روکیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور آپؑ کے خلاف فتوے دے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کی قدر نہیں کی بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے۔ یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 179، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’اس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے۔‘‘ بڑی وضاحت سے سمجھایا گیا ہے ’’کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ اِتمامِ نور کیلئے چودھویں رات مقرر ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 124)

یعنی جب چاند پوری آب و تاب سے چمکتا ہے، جب مکمل چاند ہوتا ہے تو وہ چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ چودھویں صدی ہی اس کیلئے مقدر تھی جو مسیح موعود نے آنا تھا۔

پس جو سعید فطرت لوگ اس سِرّ کو، اس راز کو سمجھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؑ کے سلسلۂ بیعت میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔

ظہورِ علامات مسیح موعود بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’اس وقت صدی میں سے بیس سال گزرنے کو ہیں۔‘‘ اُس وقت جب آپؑ نے یہ فرمایا تو یہ 1903ء کی بات ہے۔ اب اس بات کو بھی کہے ہوئے تقریباً 116 سال گزر چکے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اور آخری زمانہ ہے۔ چودھویں صدی ہے کہ جس کی بابت تمام اہلِ کشف نے کہا کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا وہ تمام علامات اور نشانات جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق پہلے سے بتائے گئے تھے ظاہر ہو گئے۔ آسمان نے کسوف و خسوف سے اور زمین نے طاعون سے شہادت دی ہے اور بہت سے سعادت مندوں نے ان نشانوں کو دیکھ کر مجھے قبول کیا اور پھر اَور بھی بہت سے نشانات ان کی ایمانی قوت کو بڑھانے کے واسطے خدا تعالیٰ نے ظاہر کیے اور اس طرح پر یہ

جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔‘‘

فرمایا کہ ’’کوئی ایک بات ہوتی تو شک کرنے کا مقام ہوسکتا تھا مگر یہاں تو خدا تعالیٰ نے ان کو نشان پر نشان دکھائے اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلی کی راہیں دکھائیں لیکن بہت ہی کم سمجھنے والے نکلے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’حیران ہوتا ہوں کہ کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے جو اس وقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 15، ایڈیشن 1984ء) بلانے والی ہیں اس کا مطالبہ کر رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار یہ فرمایا کہ ’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہوگیا ہے اور اس کی آیات ونشانات کے لوگ اس قدر گواہ ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ان کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔‘‘

فرمایا ’’اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 14، ایڈیشن 1984ء)

لیکن جن کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، جن کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا انہیں نہ سمجھ آتی ہے نہ نظر آتا ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان نام نہاد علماء کے اپنے مفادات اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کو خطرہ ہے کہ اگر مسیح موعودؑ کو مان لیا تو ہماری روٹی کے ذرائع ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے جو لوگوں کو دین کی غلط تشریح کر کے اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے ہمارے راز فاش ہوجائیں گے اس لیے نئے نئے طریقوں سے یہ لوگوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں کبھی ختم نبوت کے نام پر کہ احمدی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور کبھی کسی اَور بہانے سے جبکہ سب سے زیادہ اس بات پہ یقین اور ایمان احمدیوں کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی اَور شرعی نبی نہیں آسکتا۔

سلسلے میں داخل ہونے کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے۔ ہم نماز روزہ کرتے ہیں۔‘‘ بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہوتا ہے کہ ہم تو نمازیں پڑھتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے کہ ہم سلسلے میں نہ بھی داخل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں نہ بھی آئیں۔ فرمایا کہ ’’وہ جاہل ہیں انہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ سب اعمال ان کے مردہ ہیں ان میں روح اور جان نہیں اور وہ آ نہیں سکتی جب تک وہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقویٰ اس وقت کہاں ہے؟ رسم و عادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ خدا کو دیکھا نہ جائے اور خدا کو دیکھنے کیلئے اَور کوئی راہ نہیں ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 17، ایڈیشن 1984ء)

پس اس زمانے میں یہ راہ جو خدا تعالیٰ تک لے جائے مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنے سے ہی ملتی ہے۔ میں کچھ واقعات بیان کروں گا جس سے پتہ چلے گا کہ آپؑ کی جماعت میں آنے کیلئے کس طرح اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی ہے اور (جماعت میں) شامل ہو کر کس طرح ایمانوں کو ترقی دینے کیلئے نشانات دکھائے ہیں۔ یا کس طرح مخالفین کے سر اللہ تعالیٰ نیچے کرتا ہے۔ ایک اور اقتباس پہلے پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سود مند نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔‘‘ فرمایا ’’میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کا ایمان ان کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کیلئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچالیا جاتا ہے لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 12 تا 13، ایڈیشن 1984ء)

خوش نصیب ہیں وہ بیعت کرنے والے جو بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلے میں داخل ہوتے ہیں اور پھر اپنے تجربات بھی لکھتے رہتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ جیسا کہ میں نے کہا میں چند واقعات ان کے پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنی بات پوری کرنے کیلئے کہ یہ لوگ اس نور کو مٹانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کرے گا، اسے پورا کرے گا اور کوئی نہیں اس کو روک سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کرنے کیلئے کس طرح لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس بارے میں مالی کے ایک دوست محمد کونے صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے جماعت کے ریڈیو کو سنا اور جو لوگ جماعت کے خلاف بولتے ہیں ان کی بھی باتیں سنیں اس کے بعد انہوں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں سیدھی راہ دکھائے اور اسکے بعد انہوں نے خواب میں ایک بزرگ دیکھے جو کہہ رہے تھے کہ ہر بندہ احمدیت میں آئے گا خواہ ابھی آئے یا بعد میں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے فعال رکن ہیں۔

اسی طرح مالی کے ہی ایک دوسرے ریجن کاسیلا (Kassela) کے ایک دوست عثمان فانے صاحب ہیں جن کی عمر اسّی سال ہے۔ کہتے ہیں پہلے وہ مسلمان تھے پھر مولویوں کے کردار کو دیکھتے ہوئے اسلام کو چھوڑ دیا۔ ان مولویوں نے اسلام میں کیا لے کر آنا ہے۔ ان کے کردار کو دیکھتے ہوئے مسلمان نے بھی اسلام کو چھوڑ دیا اور وہ مشرک ہوگئے۔ شہر سے باہر کھیتوں میں جا کے بتوں کی پوجا کرنے کیلئے انہوں نے لکڑیوں کا گھر بنا لیا پھر چند روز بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سادہ لباس میں امام مہدی علیہ السلام کی آمد پر تقریر کر رہا ہے۔ اس خواب کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ کا ریڈیو سننا شروع کر دیا۔ دوبارہ اسلام سے محبت شروع ہوگئی اور انہوں نے بتوں کی پوجا کرنے کیلئے جو گھر بنایا تھا اس کا بھی یہ حال ہوا کہ اس دوران میں اسے بھی ایک پاگل نے توڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ گھر ٹوٹ گیا تو مجھے اپنی خواب یاد آئی جس میں آمد امام مہدی علیہ السلام کا ذکر تھا اور میں نے خیال کیا کہ جو گھر میں نے بتوں کی پوجا کیلئے بنایا تھا وہ تو ٹوٹ گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہے۔ عقل مند انسان تھے اس لیے کہتے ہیں اب جب میں نے احمدیت کا سنا اور مطالعہ کیا تو مَیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔ انہوں نے بیعت کی اور باقاعدگی سے مالی قربانیاں بھی شروع کر دیں۔ پس نیک فطرت جو دور دراز کے علاقے میں رہنے والے ہیں، بوڑھے بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام بخیر کرنا تھا اس لیے ان کو خود ہی اس طرف رہنمائی فرمائی اور ان کو دوبارہ توحید پر واپس لے آیا۔

پھر آئیوری کوسٹ سے بندوکو ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں شہر کی صدر لجنہ میگا آمینا تا صاحبہ ہیں۔ ایک نیک خاتون ہیں۔ ان کے خاوند نہ صرف غیر احمدی تھے بلکہ جماعت کے مخالف بھی تھے۔ ایک طرف جماعت کی شدید مخالفت کرتے تھے اور دوسری طرف یہ بھی کہتے تھے کہ جماعت کے ساتھ جڑ کے میری اہلیہ کا رویہ بہت اچھا ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ صدر صاحبہ نے بڑی دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا دل پھیرے اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے بھی کہا۔ میں نے بھی ان کے خاوند کو تبلیغ شروع کی۔ یہ جو خاتون ہیں وہاں کی صدر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کسی نیکی کی وجہ سے ہدایت دینا چاہتا تھا تو ان کے خاوند خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میری اہلیہ ایک سفر پر جا رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے ہیں کہ پولیس چوکی آتی ہے جہاں پولیس والے ہم سے کاغذات چیکنگ کے لیے مانگتے ہیں۔ میری اہلیہ کے پاس کاغذات ہوتے ہیں جبکہ میرے پاس نہیں ہوتے اور وہ مجھے اتار دیتے ہیں اور میری اہلیہ کو جانے دیتے ہیں۔ اس خواب کے بعد میں نے خاص طور پر احمدیت کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا اور تحقیق بھی شروع کر دی۔ کہتے ہیں پھر میں نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ کھیتوں سے واپس گھر پہنچا ہوں تو میرا کمرہ بند ہے جبکہ مبلغ صاحب کمرے میں موجود ہیں اور کمرے کو نئی ترتیب دے رہے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد مبلغ کمرے سے باہر نکلے اور میرے ہاتھ میں چابی دے دی اور کہا کہ اب چونکہ تم ایک نئی اور صاف زندگی شروع کرنے لگے ہو اس لیے ہر چیز میں تبدیلی لانا ضروری تھی لہٰذا کہتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو دیکھتا ہوں کہ کمرے میں تقریباً ہر چیز نئی ہے اور صاف ستھری پڑی ہے اور کمرے میں نور ہی نور ہے۔ کہتے ہیں اسی روز میں نے احمدیت میں شامل ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا اور پھر بیعت بھی کر لی۔ پہلے صرف سوچا تھا پھر بیعت بھی کر لی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مخلص اور فعال احمدی ہیں۔

پھر تنزانیہ کے ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ ایک خاندان میں ایک نیک فطرت خاتون سبیرا (Subira) صاحبہ ہیں ان کے والد بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔ ان کی والدہ نے دوسری شادی کر لی۔ ان کے سوتیلے والد شراب بنا کر بیچتے تھے اور یہ ان کی مدد بھی کیا کرتی تھیں۔ بعد میں ان کا شراب کی دکان میں مقررہ حصہ بھی تھا۔ ایک دن وہ جماعت کے ایک بک سٹال کے سامنے سے گزریں تو انہوں نے جماعتی کتب دیکھ کر کچھ سوالات کیے اور جماعت احمدیہ کے بارے میں پوچھا۔ جوابات ملنے پر انہوں نے کہا کہ اگر اسلام یہ ہے تو مَیں تو بہت بھٹکی ہوئی ہوں۔ میں اسلام احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ انہیں بیعت فارم دیا گیا تا کہ گھر جا کر اس پر غور کریں۔ بیعت فارم پڑھنے کے بعد اگلے دن ہی شراب بنانے کا سارا سامان انہوں نے اپنے والدین کے حوالے کر دیا اور کہا اب اس کام سے میرا کچھ لینا دینا نہیں ہے اور یہ سب کچھ آپ لے لیں۔ میں اصل اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہوں اور اس طرح انہوں نے بیعت فارم پُر کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور دوسرے ذرائع سے انہوں نے اپنا گزارہ کرنا شروع کیا۔

سینیگال سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ٹبگوری (Tabghori) ایک گاؤں ہے وہاں کی ایک خاتون میمونہ صاحبہ ہیں۔ جب ریڈیو سے احمدیت کا پیغام سنا تو بڑی مشکل سے مشن ہاؤس کا پتہ کر کے مشن پہنچیں اور کہا کہ میں احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ میرا خاوند اس بات سے خوش نہیں ہے اور نہ وہ

احمدیت میں داخل ہونا چاہتا ہے مگر میں نے احمدیت کو ہی حقیقی اسلام پایا ہے اور میں اپنی ساری اولاد کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتی ہوں اور ساتھ ہی ہر ماہ اپنا اور اپنے بچوں کا چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔ شامل ہونے کے دن سے بلا مطالبہ خود ہی یہ ہر ماہ خود بھی اور اپنے بچوں کا بھی چندہ دیتی ہیں اور جو ان کی معاشی حالت ہے اس سے بہت بڑھ کر دیتی ہیں۔

پھر بینن سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک علاقہ ٹگنیٹی (Tigniti) ہے جہاں ایک گھرانہ احمدی ہوا۔ کہتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اس سال وہاں جماعت کا پیغام پہنچا۔ ان احباب سے رابطہ رکھا گیا۔ ان کو تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور آپ علیہ السلام کے نبی اللہ ہونے کا بتایا گیا۔ اس گھرانے کے سربراہ نے تمام تفصیل سننے کے بعد اس بات کا اقرار کیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے عقائد کو ماننے کیلئے تیار ہیں اور ان کا گھرانہ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ مزید انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو مشن ہاؤس بھیجا تا کہ وہ قرآن کریم پڑھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد سے ایک سال نہیں گزرا کہ اب انکا بڑا بیٹا قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ نمازیں اور جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے۔ وصیت کے نظام میں بھی شامل ہو چکا ہے اور باقاعدہ سے چندوں کی ادائیگی کر رہا ہے اور جو میرے خطبات ہیں ان کو باقاعدگی سے سنتا ہے اور یہ بھی اس کی خواہش ہے کہ جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر جماعت کی خدمت کرے۔ یہ روحانی تبدیلی ہے جو آنے والوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ یہ کون پیدا کر رہا ہے؟ یہ خدا تعالیٰ پیدا کر رہا ہے۔ کسی انسان کی کوشش نہیں ہے۔

میکسیکو کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایک خاتون ارمہ (Irma) صاحبہ ہیں۔ ایک بک فیئر سے جماعت کا تعارف ہوا۔ وہ جماعت کے سٹال دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد وہ آج کافی عرصے کے بعد گھر سے دعا کر کے نکلی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے۔ چنانچہ میں آپ کے بک سٹال پر آ گئی ہوں۔ اس کے بعد دو جماعتی پروگراموں میں بھی شامل ہوئیں اور دو ماہ بعد پھر بیعت بھی کر لی۔ اب جب بھی مسجد آتی ہیں تو ہر دفعہ بے شک تھوڑی سی رقم ہی کیوں نہ ہو چندہ ضرور دیتی ہیں۔ اسی طرح بیعت سے قبل ہی انہوں نے قرآن کریم بھی خرید لیا جسے وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتی ہیں اور ہر وقت پڑھتی رہتی ہیں اور اب ان کو قرآن کریم سے اتنی محبت ہو گئی ہے کہ کہتی ہیں یہ میرا خزانہ ہے۔ جب کبھی انہیں موقع ملے کسی پروگرام میں کوئی دنیاوی باتیں شروع ہو جائیں تو وہ فوراً قرآن کریم نکال کے پڑھنے لگ جاتی ہیں۔ مبلغ لکھتے ہیں کہ ان کا قرآن کریم سے محبت اور لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جمعے پر آئیں اور حسب معمول قرآن کریم ان کے ساتھ تھا۔ جمعے کی ادائیگی کے بعد گھر جاتے ہوئے وہ اپنا قرآن جو تھا بُک سٹینڈ پے بھول گئیں۔ یاد آنے پر واپس آئیں اور مربی صاحب کو فون کیا۔ میسجز کیے لیکن مربی صاحب نے مصروفیت کی وجہ سے نہ فون اٹھایا نہ میسجز دیکھے۔ ایک گھنٹے کے بعد جب مربی صاحب نے میسج دیکھا تو جلدی سے مسجد کا دروازہ کھولا۔ موصوفہ مسجد کے دروازے پر دھوپ میں کھڑی مربی کا انتظار کر رہی تھیں۔ کہنے لگیں کہ میں نے آپ کو تنگ کیا ہے اس کیلئے معذرت ہے لیکن قرآن کریم کے بغیر گھر نہیں جا سکتی۔ میں اسے پڑھے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایسی ایسی عورتیں اب اللہ تعالیٰ جماعت کو عطا فرما رہا ہے جن کی قرآن کریم سے محبت کا یہ حال ہے اور یہ ہماری پرانی عورتوں کیلئے بھی سبق ہے۔

بینن بوہیکوں ریجن کے لوکل مشنری کہتے ہیں کہ ایک روز ریڈیو تبلیغ کے بعد ایک صاحب اجافوں آگستن صاحب کا فون آیا اور کہنے لگے کہ میں ایک عرصے سے جماعت کی تبلیغ سن رہا ہوں اور میں ملنے کا خواہش مند ہوں۔ چنانچہ خاکسار ان کے گھر چلا گیا۔ انہوں نے بعض سوالات لکھ رکھے تھے۔ جن کے تسلی بخش جوابات ان کو دیے گئے تو انہوں نے اسی وقت بیعت کر لی اور جماعت میں داخل ہو گئے۔ کہتے ہیں کچھ روز کے بعد مَیں کچھ کتب بھی اپنے ہمراہ ان کیلئے لے گیا اور یہ کتب پڑھنے کے بعد مجھے دوبارہ ملے اور کہنے لگے کہ جماعت کی سچائی مجھ پر روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے اور میں نے اپنی دلی خواہش سے یہ وصیت کی ہے کہ میرے گھر کے سامنے والی زمین (جو ان کی زمین تھی) جماعت کیلئے وقف ہے اور جماعت جیسے چاہے اس زمین کا استعمال کرے اور انہوں نے بیعت کے بعد اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کی ہے۔

لائبیریا افریقہ کا ایک اَور ملک ہے۔ وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ تبلیغ کی غرض سے وارفلے (Warflay) جانے کا پروگرام بنا۔ وہاں کے لوکل افراد نے کافی اہتمام سے اسلام کا پیغام سنا۔ سب نے بیعت کر کے احمدیہ مسلم جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا اور یہاں نئی جماعت قائم ہوئی۔ سب نے یک زبان ہو کر جماعت سے درخواست کی کہ ہمارے پورے گاؤں میں سے کسی کو قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ یہ چھوٹی سی مسجد خدا کی عبادت کرنے کیلئے بنا رکھی ہے مگر کسی کو مکمل نماز بھی یاد نہیں۔ مسلمانوں کا علاقہ تھا۔ مسجد بھی چھوٹی سی بنائی ہوئی تھی لیکن نماز نہ کسی کو پڑھنی آتی نہ پڑھانی آتی۔ لہٰذا جماعت اگر مناسب سمجھے تو ہمیں قرآن اور صلوٰۃ کی تعلیم دے۔ بے شک اس کیلئے کوئی لوکل مشنری دے دیا جائے۔ ہم اس کو رہنے کیلئے گھر بھی فراہم کریں گے۔ اس پر مربی صاحب نے کہا کہ جونہی گھانا سے مشنری پڑھ کے آئیں گے، وہاں مشنری ٹریننگ کالج گھانا میں ہے، تو وہاں سے آپ کو دے دیا جائے گا۔ بہرحال تحریر کرتے ہیں کہ اگلی صبح اس گاؤں کا جو چیف امام تھا وہ اپنے دو لڑکوں کو لے کر وہاں حاضر ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے یہ دو بیٹے مجھے بہت عزیز ہیں۔ میں انکو اپنے ساتھ اس لیے لایا ہوں کہ آپ دونوں میں سے جسے مناسب سمجھیں اسلامی تعلیم دلوانے کی غرض سے اپنے پاس رکھ لیں تا کہ گاؤں میں نماز اور قرآن پڑھا کر لوگوں کو بتا سکے کہ اگر کوئی اسلام کی سچی خدمت کر رہا ہے تو وہ احمدیہ مسلم جماعت ہی ہے۔ ان کا ایک بیٹا اس وقت زیرِ تربیت ہے اور امام کا جو ابتدائی کورس ہے وہ اس نے کر لیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلدی وہ قرآن کریم پڑھنا سیکھ لے گا اور جماعت کو سنبھال لے گا۔

آئیوری کوسٹ کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ گبرگے (Gbegy) گاؤں کے امام حماد صاحب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تین سال قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک سفید رنگ کا انسان اترا ہے اسی طرح ایک اَور خواب میں انہوں نے ایک سیاہ فام بزرگ انسان کو دیکھا جو انہیں ایک فقرہ سکھاتا ہے جو انہیں یاد نہیں رہا۔ یہ سیاہ فام بزرگ ایک مرتبہ پھر خواب میں آئے اور ان سے کہا وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ان دو خوابوں کے ایک سال کے بعد ان کی مسجد تعمیر ہوئی جس کے دو سال بعد انہوں نے دو مرتبہ خواب میں مسجد پر 'ماشاء اللہ' لکھا ہوا دیکھا۔ اسی عرصے میں جماعت کے مقامی مبلغ ان کے پاس تبلیغ کیلئے گئے۔ انہیں جماعت کی تعلیم سے آگاہ کیا اور امام صاحب نے بیعت کر لی۔ جسکے کچھ عرصے بعد امیر جماعت آئیوری کوسٹ وہاں گئے اور جمعہ پڑھایا اور جمعہ پر انہوں نے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ کی تلاوت کی۔ گاؤں کے امام صاحب کہتے ہیں کہ یہ آیات سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی کیونکہ خواب میں انہوں نے یہی دیکھا تھا کہ ایک سفید رنگ کا انسان ان ہی آیات کی تلاوت کر رہا تھا۔

نائیجیریا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست راجی صاحب بتاتے ہیں کہ میں ایک لمبے عرصے سے مختلف مسلمان فرقوں میں شامل ہوتا اور پھر انکی بُری حالتوں اور ان کے عمل کو دیکھ کر بددل ہو جاتا۔ ایک دن ایم ٹی اے پر احمدیوں کا پروگرام دیکھا تو بہت اچھا لگا۔ لیکن پریشانی بھی ہوئی کہ پتہ نہیں یہ لوگ کیسے ہیں؟ یہ کہیں دھوکا نہ ہو۔ چنانچہ کہتے ہیں میں نے ایم.ٹی.اے کے پروگرام اور میرے خلیفۂ وقت کے جو جمعے کے خطبات تھے وہ باقاعدہ دیکھنے شروع کر دیے اور ساتھ استخارہ بھی کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ میری رہنمائی کرے۔ چنانچہ چند دن کے استخارے سے میری دلچسپی خطبات کی طرف بڑھنے لگی اور کہتے ہیں میں نے یہی حقیقی اسلام پایا اور خلیفۂ وقت کے خطبات کے ذریعہ سے ہی مجھے پتہ لگ گیا کہ یہ حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور پیروی اسی میں پائی جاتی ہے اور آج میں بیعت کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

مالی کے ریجن کولی کورو کے ایک ممبر جیالو صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے ان سے کہا تھا کہ جب دجال کا ظہور ہو گا تو اس وقت امام مہدی بھی آئیں گے اور تم ان کی لازمی بیعت کرنا۔ اسکے بعد ان کے والد صاحب کی وفات ہو گئی اور یہ اپنے کاموں میں مصروف رہے۔ پھر ایک وقت میں انہوں نے دوبارہ سے تمام اسلامی فرقوں پر غور کرنا شروع کیا اور ہر ایک کی مسجد اور امام سے مل کر معلومات حاصل کرتے۔ اسی اثنا میں ایک دن انہوں نے گھر بیٹھے ریڈیو لگایا اور وہ جماعتی ریڈیو 'نور ایف ایم' تھا جس پر مبلغ کی امام مہدی کے ظہور کے متعلق تقریر چل رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ پہلے تو میں نے اس سوچ سے ریڈیو بند کر دیا کہ سنا ہوا تھا کہ یہ احمدی لوگ کافر ہیں۔ یہ کافر ہیں انکا پیغام نہیں سننا ہے۔ پھر بعد میں مَیں نے سوچا کہ ایک دفعہ ان کو بھی سننا تو چاہیے۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے امام مہدی اور دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تقریر سنی تو اس کے بعد سے ریڈیو بند نہیں کر پایا اور ساتھ ہی مجھے اپنے والد کی کہی ہوئی بات بھی یاد آ گئی۔ چنانچہ انہوں نے اسی دن اس ریڈیو کا پتہ کیا اور پھر مشن میں آ کر بیعت کر لی۔

مالی کے ایک شہر جیما (Diema) سے تعلق رکھنے والے ایک دوست ہیں شیغنے (Chekhne) صاحب کہتے ہیں میری پیدائش 1962ء میں ہوئی اور میں نے کبھی بھی احمدیت کے بارے میں نہیں سنا تھا۔ ایک دن میں اپنے گاؤں سے شہر جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ دیر کیلئے ایک دکان دار کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس وقت اسکی دکان میں جماعت کا ریڈیو چل رہا تھا۔ جب ریڈیو سنا تو میرے لیے ایک نئی چیز تھی۔ چنانچہ میں وہیں بیٹھ گیا اور سنتا رہا۔ پھر میں نے اس دکان دار سے اجازت مانگی کہ اگر وہ اجازت دے تو میں کچھ دن اس کی دکان میں آ کر یہ ریڈیو سن لیا کروں۔ لہٰذا مسلسل پانچ دن اس دکان پر جا کر جماعتی ریڈیو سنتا رہا اور پھر میں نے فیصلہ کیا کہ میں احمدیت قبول کر لوں گا۔ اس پر اس دکان دار نے کہا کہ یہ لوگ تو کافر ہیں ان میں نہ جانا لیکن میں نے دل میں سوچا کہ احمدیت قبول کرنے میں تو پہلے ہی بہت تاخیر کا شکار ہو چکا ہوں اب مزید دیر نہیں کرنی چنانچہ وہ شہر میں آئے اور مشن کا پتہ کر کے وہاں بیعت کر لی۔

مالی سے ہمارے مبلغ عمر معاذ صاحب لکھتے ہیں کہ مالی شہر کے ایک عمر رسیدہ امام الحاج بیرسو دیہ ہیں جو جیما شہر میں تیس سال اور ایک اور گاؤں میں پینتالیس سال سے امامت کر رہے ہیں۔ اس وقت ان کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ وہ ہمارے ایف ایم ریڈیو پر جماعتی پروگرام باقاعدگی سے سنتے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے گاؤں سے جیما مشن ہاؤس تشریف لائے اور سب لوگوں کے سامنے بتایا کہ امام مہدی سچے ہیں اور میں بیعت کر کے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہوتا ہوں۔ کہنے لگے کہ میں نے حج کیا ہوا ہے اور میں پچھتر (75) سال سے امام ہوں۔ تعلیم یافتہ ہوں اور قوم سیرا کولے (Serakole) سے تعلق رکھتا ہوں۔ کہنے لگے حقیقت یہی ہے کہ امام مہدی تشریف لا چکے ہیں اور یہی ان کی جماعت ہے۔ کہنے لگے کہ میری عمر اس وقت سو سال کے قریب ہے۔ خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں مجھے سب کچھ دیا ہے لیکن حق حق ہی رہتا ہے اس لیے میں کوشش کر کے یہاں پہنچا ہوں ورنہ یہاں جس جگہ وہ آئے تھے میرا کوئی جاننے والا نہیں ہے صرف امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق اور صداقت کیلئے اور امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے آیا ہوں اور یہ تمام

باتیں انہوں نے اپنی زبان سیرا کولے میں ریڈیو کے اوپر لائیو بیان بھی کیں۔ تو یہ نہیں کہ اپنے آپ کو چھپا کے رکھا بلکہ کھل کے بتایا۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے طریقے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرواتا ہے۔

پھر احمد آباد انڈیا سے ہمارے مبلغ کہتے ہیں وہاں بک فیئر کے موقع پر ایک صاحب محمد سعید صاحب ہمارے سٹال پر آئے، ان سے تبادلہ خیال ہوا۔ جماعتی عقائد کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ احمدیت کے بارے میں کافی علم رکھتے ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ کسی فرد کی طرف سے احمدیت کا پیغام ان کو نہیں ملا لیکن ایم ٹی اے سے لمبے عرصے سے ان کا تعارف تھا اور ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے سوال و جواب کی جو مجالس تھیں ان کو سن سن کے ان کو پوری تسلی ہوگئی تھی اور کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کو سچی تسلیم کرتا ہوں اور میرے دل میں یہ تڑپ تھی کہ کبھی کوئی احمدی ملے تو میں اس سے مل کے جماعت میں شامل ہو جاؤں اور بیعت کر کے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو ماننے والا بن جاؤں۔ لہٰذا اس بک فیئر کے موقع پر ملاقات ہوگئی ہے اور پھر انہوں نے مشن ہاؤس آ کے بیعت کر لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص سے اس پر قائم ہیں۔

انڈونیشیا سے مبلغ محمد احمد صاحب لکھتے ہیں کہ سات مہینے کے عرصے میں میری جماعت میں نئی بیعت کوئی نہیں ہوئی تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس مبارک مہینے میں مَیں نے بہت دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی راستہ دکھا دے جس کے ذریعے سے یہاں پر نئی بیعت ہو جائے۔ کہتے ہیں ایک دن مجھے یاد آیا کہ چار مہینے پہلے کسی مبلغ نے مجھے ایک غیر احمدی دوست کا فون نمبر دیا تھا اور بتایا تھا کہ وہ جماعت کے بارے میں کچھ معلومات جاننا چاہتا ہے۔ ان کا گھر میری جماعت سے قریب ہی تھا۔ کہتے ہیں میں نے وٹس ایپ کے ذریعہ سے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ چند دنوں کے بعد انکی طرف سے پیغام آیا اور وٹس ایپ پر گفتگو کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ گفتگو کے آخر پر انہوں نے مشن ہاؤس کا پتہ دریافت کیا اور چند روز کے بعد وہ مشن ہاؤس آئے اور بیعت کی اہمیت اور امام زمان پر ایمان لانے کی ضرورت اور مالی قربانی وغیرہ کے بارے میں طویل گفتگو ہوئی۔ ان پر احمدیت کی صداقت واضح ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اس سال جون میں بیعت کر لی۔

پھر مبلغ انچارج بیلیز لکھتے ہیں کہ ایک خاتون خدیجہ صاحبہ نے بیلیز میں سب سے پہلے بیعت کی تھی اور ان کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو احمدیت کا تعارف ہوا اور کئی لوگ جماعت میں داخل بھی ہوئے۔ آج کل وہ لجنہ کی سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت انجام دے رہی ہیں۔ ان کی عادت ہے کہ جہاں بھی جاتی ہیں لوگوں کو اسلام کے بارے میں بتاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جنوری 2019ء میں جلسہ بیلیز سے چند دن پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ گاڑی ڈرائیو کر کے کسی ممبر کو پک کرنے جا رہی تھیں کہ غلطی سے کسی دوسری گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ کسی گھر کے سامنے پارک ہوئی گاڑی تھی جس سے ان کی گاڑی جا کے لگ گئی۔ گاڑی کی مالکہ کارلا (Carla) صاحبہ باہر آئیں تو خدیجہ صاحبہ نے مالکہ سے معذرت کی اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم پولیس کو اطلاع کر دیں۔ انہوں نے کارلا صاحبہ کو جماعت کا تعارف بھی کروایا اور اس دوران میں جلسہ بیلیز میں آنے کی دعوت بھی دی جو ہونے والا تھا۔ چند دن بعد کارلا صاحبہ جلسے پہ آئیں اور جلسے کے بعد بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ جماعت میں کیوں شامل ہوئی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں کچھ عرصے سے آپ لوگوں کے بارے میں میڈیا پر سن رہی تھی اور خواہش رکھتی تھی کہ میں بھی تمہارے ساتھ مل جاؤں لیکن میں کسی احمدی کو جانتی نہیں تھی لیکن اس دن جب ایکسیڈنٹ ہوا تو ایسا لگا کہ خدا تعالیٰ تم لوگوں کو خود میرے پاس لے آیا ہے۔ جلسے میں شامل ہو کر مجھے مزید تسلی ہو گئی کہ یہ مذہب میرے لیے ہے اور میں نے بیعت کر لی۔ اس طرح خود اللہ تعالیٰ دروازے کھولتا ہے۔

مراکش کے ایک عبداللہ صاحب ہیں کہتے ہیں مجھے اپنی منگیتر کے والد اور ان کے ہمسائے کی طرف سے مشکلات کا سامنا تھا۔ وہ جماعت پہ الزام لگاتے تھے کہ یہ ایک گمراہ جماعت ہے۔ میرے ہونے والے سسر پڑھے لکھے نہیں ہیں اور میری منگیتر نے اس الزام کو کوئی اہمیت نہیں دی کیونکہ میں نے اس کے بعض سوالوں کے جواب بتائے تھے اور وہ بات کو سمجھ گئی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے شادی کی بات ختم کرنے کے بارے میں سوچا۔ کہتے ہیں لیکن آج اس نے فون کیا حالانکہ میں نے اسے کوئی کچھ نہیں کہا تھا۔ جواب نہیں دینا چاہتا تھا، مجھے بتایا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مہندی لگائی ہے اور سبز رنگ کا مراکشی چوغہ پہنا ہے۔ ایسے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ایک کتاب دی جس میں اتنا نور ہے کہ اس مکتوب میں جو کچھ ہے، جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے وہ اس تیز نور کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا۔ حضور کا چہرہ مبارک بڑا منور تھا۔ کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے خاکسار کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ پھر میری منگیتر کے کندھے پر ہاتھ پھیرا اور تشریف لے گئے۔ اب میری منگیتر بڑی خوشی اور شرح صدر سے کہتی ہے کہ اس کی تسلی ہو گئی ہے اور امام الزمان پر ایمان لاتی ہے۔ اسے بڑی شدت سے بیعت فارم پُر کرنے کا انتظار ہے۔

پھر مصر سے ایک دوست احمد صاحب ہیں۔ کہتے ہیں بیعت سے سات سال قبل خواب میں ایک نوجوان کو انڈین لباس میں ملبوس دیکھا اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ امام مہدی ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ امام مہدی تو اہل بیت میں سے ہونا چاہیے۔ یہ انڈین کیسے امام مہدی ہو گیا۔ پھر اچانک میں نے اس شخص کو گلے لگا لیا اور رونے لگا۔ بیدار ہونے پر اہلیہ کو خواب سنایا۔ پھر اس کے سات دن بعد مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا اور میں اور اہلیہ چھ سال ایم ٹی اے دیکھتے رہے اور آخر بیعت کر کے مومنین کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد میں نے اپنی شخصیت میں نمایاں تبدیلی محسوس کی۔ میں وہ نہ رہا جو بیعت سے پہلے تھا۔ قرآن کریم کی تدبر کے ساتھ تلاوت کرتا ہوں۔ لوگوں سے بڑے حلم اور بردباری اور نرمی سے معاملہ کرتا ہوں۔ میرے اس سلوک کی وجہ سے لوگ بھی مجھ سے خوش ہیں لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے حتیٰ کہ میرے والد صاحب نے بھی میرے اندر اخلاقی تبدیلی دیکھ کر کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیشہ اسی جماعت سے چمٹے رہو تا ہم ہمیں قائل کرنے کی کوشش نہ کرنا وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہتے ہیں کہ یہ نہیں جانتے کہ میرے اندر یہ ساری تبدیلی اس امام کی پیروی کی برکت سے ہی ہے۔ بہر حال اب کہتے ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے ثبات قدم عطا فرمائے۔

فرانس کی مومنی نجیبہ صاحبہ ہیں کہتی ہیں دو سال پہلے ایم ٹی اے کے ذریعے سے تعارف ہوا تو میری بہن نے بیعت کر لی لیکن میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ اس وقت ہم سب گھر والے کہتے تھے کہ یہ جماعت جھوٹی ہے لیکن پھر درج ذیل خوابوں کے بعد میں نے بیعت بھی کر لی۔ کہتی ہیں جب میری یہ بہن جلسہ یوکے پر گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جھوٹی جماعت کے ساتھ ہوں اور میں گھر والوں سے کہتی ہوں کہ میں اس جماعت کا کذب ثابت کروں گی۔ خواب میں ہی قرآن کریم دیکھتی ہوں اور کہتی ہوں کہ ٹھہریں میں ابھی آپ کو دکھاتی ہوں۔ پھر مَیں صفحات الٹنے لگتی ہوں لیکن سارے صفحات نے مجھے ہی جھٹلایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جماعت کا سچ دکھایا جس کا جھوٹ میں ثابت کرنا چاہتی تھی۔ کہتی ہیں کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔ اور جماعتی تفاسیر بہت عمدہ ہیں کیونکہ ایسی اعلیٰ تفسیر خدا تعالیٰ ہی سکھا سکتا ہے۔ قبل ازیں میں ایک مصری شیخ عبدالحمید اور بعض اَور عرب علماء کی تفسیر پسند کرتی تھی لیکن جماعتی تفسیر جیسی میں نے کوئی تفسیر نہیں دیکھی۔ پھر کہتی ہیں میرا دوسرا خواب یہ ہے کہ میرا بڑا بیٹا مجھے پریشان کر رہا تھا۔ اسکی وجہ سے عصر کے وقت میں روتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے ذرا لیٹی تو دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہی ہوں اور جب سجدہ کرتی ہوں تو کہتی ہیں انہوں نے بار بار مجھے دیکھا کہ آپ سامنے آجاتے ہیں۔ اس پر میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ وہ کہتی ہیں میں بڑی خوش قسمت ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس منظم جماعت سے خود متعارف کروایا۔

پھر مبلغ انچارج ہیٹی پہلی مسجد کی تعمیر کی رپورٹ بھجواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 2016ء میں یہاں ایک گاؤں بوشاں (Beauchamps) میں پہلی دفعہ احمدیت کا پودا لگا اور سات احباب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی جن میں وہاں کے ایک لوکل غیر احمدی سنی مسجد کے امام عبدالسلام بھی شامل تھے۔ غیر احمدیوں کا یہ نماز سینٹر ہیٹی میں یو این او (UNO) امن مشن کے تحت موجود پاکستانی آرمی نے لوکل مسلمانوں کو کرائے پر لے کر دیا ہوا تھا۔ پاکستانی آرمی وہاں گئی ہوئی تھی۔ جب ان پاکستانی فوجیوں کو اس بات کا علم ہوا جو وہاں گئے ہوئے تھے ان میں سے کوئی متعصب قسم کا ہوگا کہتے ہیں کہ لوکل امام دوسرے مسلمانوں کو لے کے احمدی ہو گیا ہے تو پہلے تو انہوں نے اس کو سمجھایا کہ احمدیت کو چھوڑو۔ ڈرایا دھمکایا لیکن یہ سب نومبائعین جو تھے وہ ثابت قدم رہے۔ اس پر فوجیوں نے ان کو نماز سینٹر سے نکال دیا۔ جماعت نے وہاں دو کمرے کا ایک مکان کرائے پر لے کر نماز سینٹر بنا لیا۔ پھر یہاں مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا۔ اس پر یو این او (UNO) والوں نے خود ان فوجیوں اور لوکل غیر احمدیوں سے مل کر ایک جگہ خرید کر مسجد بنا دی اور ایک دوسرے شہر سے آدمی بلا کر امام مقرر کر دیا۔ اسی دوران جماعت نے بھی وہاں مسجد تعمیر کی اور مسجد کی تعمیر کیلئے ایک پلاٹ خرید لیا۔ مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور دوسرے جتنے بھی غیر احمدی مسلمان تھے انہوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ اس طرح اس گاؤں بوشاں میں چھیالیس احباب کی جماعت قائم ہو گئی اور ان یو این او (UNO) والوں کی طرف سے مقررہ امام جو انہوں نے باہر سے لا کے (مقرر) کیا تھا وہ بھی مسجد کی چابیاں لے کر وہاں سے دوڑ گیا اور اب وہاں کوئی بھی نمازی نہیں۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے ہمیں یہاں کی کیانگ سینٹرل ڈسٹرکٹ (Kiang Central District) کے یورو جولا (Yoro Jola) گاؤں میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اسکے بعد سے گاؤں میں ملاں آ رہے ہیں اور احمدیوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ وہ احمدیت چھوڑ دیں اور اس مسجد سے الگ ہو جائیں کیونکہ احمدی غیر مسلم ہیں اور اگر ان میں سے کوئی فوت ہو گیا تو اسے دفنانے نہیں دیا جائے گا۔ ایک ناخواندہ اَن پڑھ احمدی خاتون نے ملاؤں سے پوچھا کہ کیا احمدی اس مسجد میں اپنی نمازوں میں قرآن مجید کی سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے؟ اگر کوئی فرق نہیں ہے تو پھر ہم کیوں احمدیت کو چھوڑیں اور کیوں احمدیوں کی مسجد کو چھوڑیں۔ ہم احمدی ہیں اور احمدی رہیں گے جو تم نے کرنا ہے کر لو اور اس طرح ان کو دوڑا دیا۔

امیر صاحب کانگو بیان کرتے ہیں کہ اس سال بگاٹا (Bagata) شہر میں جماعتی سینٹر قائم کیا گیا۔ جماعت کی تنظیم اور تعلیمات کو دیکھتے ہوئے اکثر مسلمانوں نے احمدیت قبول کر لی جسکی وجہ سے وہاں جماعت کی شدید مخالفت شروع ہو گئی اور ہمارے معلمین کو دھمکیاں دی جاتی رہیں۔ نیز حکومتی اداروں میں بھی جھوٹی رپورٹس کی گئیں۔ نومبائعین کو احمدیت ترک کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس مخالفت کے باوجود سب ثابت قدم ہیں اور وہ ان مخالفین کو جواب دیتے ہیں کہ ہم سالہا سال سے مسلمان تھے تم لوگ کبھی ہمارے پاس نہیں آئے۔ آج جب جماعت احمدیہ ہمیں حقیقی اسلام سکھا رہی ہے تو تم نے مخالفت شروع کر دی ہے۔ اب تو ہم احمدی

مسلمان ہیں اور ان شاء اللہ اس پر قائم رہیں گے۔

بینن سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ وہاں کے لوکل پاراکو کے مبلغ نے بتایا کہ وہاں کے ایک ریجن کے ایک صاحب رحمان صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے جب احمدیت قبول کی تو میں بہت غریب تھا۔ صرف دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی تھی۔ مولویوں نے بہت مخالفت کی مگر میں اپنے خاندان کے ساتھ احمدیت پر قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی وجہ سے ایسی چندے کی عادت پڑی خواہ تھوڑا خواہ زیادہ ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ دیتا ہوں۔ اب میرے کھیت پہلے سے زیادہ پیداوار دیتے ہیں اور اب میرے پاس موٹر سائیکل بھی ہے اور گھر بھی پختہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدیت کی برکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمائے ہیں۔

پھر مخالفین کی جو مخالفتیں ہیں ان کے ذریعہ سے بعض بیعتیں تو ہر جگہ ہی نظر آتی ہیں۔ ایک دو اَور واقعات ہیں۔ مالی کے ریجن کولی کورو کے ایک گاؤں میں عبدالسلام صاحب ہیں وہ بتاتے ہیں کہ پہلی دفعہ ان کو جماعت کا تعارف ریڈیو سے ہوا۔ تب وہ کسی احمدی کے گھر میں تھے۔ پھر انہوں نے اپنا ذاتی ریڈیو خریدا اور اس دن سے لے کر آج تک انہوں نے کبھی جماعت کے ریڈیو کے علاوہ کوئی ریڈیو نہیں سنا اور کہا کہ وہ ریڈیو کے تمام پروگرام نہایت انہماک سے سنتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے گاؤں میں جماعت کافی مضبوط ہو چکی ہے۔ گذشتہ سال گاؤں کے امام نے دوسرے مولویوں کے کہنے پر مخالفت شروع کر دی اور احمدیوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا۔ اس پر ساتھ ہی گاؤں کے ایک احمدی نے جن کا اس قصبے میں پلاٹ تھا فوری طور پر جماعت کے نام یہ پلاٹ کر دیا۔ اس پر جماعت نے اپنی مدد آپ کے تحت چار دیواری تعمیر کی اور اسکے کھلے صحن میں نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں۔ اس مخالفت کے بعد گاؤں کے چیف اور علاقے کے میئر اور انکے نائبین اور چند فیملیز کے 210 افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ مولوی تو وہاں مخالفت کرنے کیلئے آئے تھے لیکن اللہ کا فضل ایسا ہوا کہ علاقے کے چیف اور میئر نے بھی احمدیت قبول کر لی اور وہاں اس سال جماعت اپنی مسجد تعمیر کر رہی ہے اور جو اس مولوی کے پیچھے مخالفت کرنے والے تھے ان میں سے بھی اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔

پھر لائبیریا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ تبلیغی دورے کے دوران کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی کے ایک گاؤں ماکانڈور (Makandor) پہنچے اور تبلیغی پروگرام منعقد کیا۔ جس میں ان کو جماعت احمدیہ کا تعارف، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور بعثت کی غرض بتائی گئی اور سوالات کے جوابات دیے گئے۔ پروگرام کے اختتام پر گاؤں کے امام فواد کمارا صاحب نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل یہاں شیعہ فرقہ کے لوگ آئے تھے جنہوں نے احمدیوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا تھا۔ کیونکہ گاؤں کے رہنے والے اَن پڑھ ہوتے ہیں تو اس طرح بھی مولوی ان بیچاروں کو غلط طریقے سے تاریخ سے ورغلاتے ہیں کہ احمدیوں نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو شہید کیا تھا نعوذ باللہ اور ہمیں احمدیوں کے خلاف کیا ہے اور احمدیوں سے بدگمان کر دیا تھا لیکن آج آپ لوگوں نے جماعت احمدیہ کا جو تعارف پیش کیا ہے اسے سن کر ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم نے ان کی بات سنی اور خود کو جماعت سے دور رکھا۔ لیکن آج ہم جماعت احمدیہ سے وابستگی کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں کے تمام 195/افراد جو تھے ان سب نے بیعت کی اور جماعت میں شامل ہو گئے۔

تو مولویوں کے پراپیگنڈے کا یہ بھی اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جو مکر ہیں کس طرح توڑتا ہے کہ انہی کے مکر ان پر الٹا دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس نور کو پھیلا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”جب مامور مامور ہو کر آتا ہے تو بے شمار فرشتے اس کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور دلوں میں اسی طرح نیک اور پاک خیالات کو پیدا کرتے ہیں جیسے اس سے پہلے شیاطین برے خیالات پیدا کیا کرتے ہیں اور یہ سب مامور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اسی کے آنے سے یہ تحریکیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ - وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ...... خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا ہوتا ہے کہ مامور کے زمانہ میں ملائک نازل ہوں۔ کیا یہ کام بغیر امداد الٰہی کہیں ہو سکتا ہے؟“

(ملفوظات، جلد5، صفحہ 305، ایڈیشن 1984ء)

پس اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور یہ واقعات جو میں نے سنائے ایسے بے شمار واقعات آتے ہیں ان میں سے چند سنائے۔ یہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں۔“ یہ دنیا والے جو دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں ان کو کیا دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہی نہیں۔ ”میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے“ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے ”اور سنتے ہوئے نہیں سنتے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے گا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکے گا۔“

(ملفوظات، جلد5، صفحہ 12، ایڈیشن 1984ء)

پس ہم علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے اور اس نور کو پھیلانے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لیا ہے اور وہ پھیلا رہا ہے۔ مخالفین چاہے جتنی بھی کوشش کر لیں اب کوئی نہیں جو اس ترقی کو روک سکے۔ یہ سلسلہ پھلنا ہے اور پھُولنا ہے اور پھیلنا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ خدا تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کیلئے ہمارا یہ بھی کام ہے کہ جہاں ہم اپنی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دیں وہاں اللہ تعالیٰ سے اسکے اس فیصلے سے فیض پانے کیلئے اور اس سے کچھ حصہ دار بننے کیلئے ہم بھی اپنا حصہ ڈالیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو خود دنیا میں پھیلائے گا اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم تبلیغ کی طرف بھی کچھ توجہ کریں اور اس سے جہاں ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے ہوں گے وہاں دنیا کو بھی صحیح راستہ دکھانے والے بن سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں۔ (دعا)

(دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اس وقت جو حاضری کی رپورٹ ہے وہ بھی سن لیں۔ رپورٹ کے مطابق ہالینڈ کی جماعت کے افراد کی جو حاضری ہے کُل 1576 ہے۔ اس میں سے 795 مرد ہیں اور 781 خواتین ہیں۔ مجموعی حاضری 5839 ہے جس میں سے 3495 مرد، 2344 خواتین اور غیر از جماعت مہمان 132 ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق سترہ ممالک کے افراد یہاں بھی جلسے پہ شامل ہوئے۔ تو تقریباً نصف سے زیادہ تعداد باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی ہے اور اس کی وجہ سے ان کا جلسہ بھی پُر رونق ہو گیا ہے۔ جزاک اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21/جولائی 2020)

ایک دوسرے کو سمجھنے کے بہانے گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہنا بھی غلط ہے

حدیث میں آتا ہے، حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔ (ترمذی، کتاب النکاح، باب فی النظر الی المخطوبۃ)

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس اجازت کو بھی آجکل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں...... گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آ کر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات و عادات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے...... دوسرے لوگ بعض دفعہ ان کا کردار یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی کا رشتہ ہو گیا ہے تو اس کو تڑوانے کی کوشش کریں۔ ان کو آمنے سامنے ملنے سے موقع نہیں ملے گا۔ ایک دوسرے کی حرکات دیکھنے سے، کیونکہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے۔ لیکن بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے تو اسلام کی تعلیم ایک سموئی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا اور اسی پر عمل ہونا چاہئے اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دُور ہوگا۔ (خطبات مسرور، جلد دوم، صفحہ 934 تا 935، مطبوعہ قادیان)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشادِ نبوی ﷺ
اِحْفَظْ لِسَانَكَ (اربعین اطفال)
(تُو اپنی زبان کی حفاظت کر)
طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت ابوبکرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا

ابوبکرؓ آپ کے بچپن کے دوست جو شہر سے باہر گئے ہوئے تھے، جب شہر میں داخل ہوئے تو معاً اُن کے کانوں میں یہ آوازیں پڑنی شروع ہوئیں کہ تمہارا دوست دیوانہ ہوگیا ہے، وہ کہتا ہے آسمان سے فرشتے اُتر کر مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔ ابوبکرؓ سیدھے آپ کے دروازہ پر آئے اور دستک دی۔ جب آپ نے دروازہ کھولا تو اُنہوں نے آپ سے حقیقت حال کے متعلق سوال کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بچپن کے دوست کو ٹھوکر سے بچانے کیلئے کچھ تشریح کرنی چاہی۔ ابوبکرؓ نے روکا اور کہا کہ مجھے صرف اتنا جواب دیجئے کہ کیا آپ نے یہ اعلان کیا ہے کہ خدا کے فرشتے آپ کے پاس آئے اور اُنہوں نے آپ سے باتیں کیں؟ آپ نے پھر تشریح کرنی چاہی مگر ابوبکرؓ نے قسم دے کر کہا کہ صرف اِس سوال کا جواب دیجئے اور کچھ نہ کہئے۔ جب آپ نے اثبات میں جواب دیا تو ابوبکرؓ نے کہا گواہ رہئے میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور پھر کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! آپ تو دلائل دے کر میرے ایمان کو کمزور کرنے لگے تھے۔ جس نے آپ کی زندگی کو دیکھا ہو کیا اُسے آپ کی سچائی کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہوسکتی ہے؟

مؤمنوں کی چھوٹی سی جماعت

یہ ایک چھوٹی سی جماعت تھی جس سے اسلام کی بنیاد پڑی۔ ایک عورت کہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ رہی تھی، ایک گیارہ سالہ بچہ، ایک جوان آزاد کردہ غلام، بے وطن اور غیروں میں رہنے والا جس کی پشت پر کوئی نہ تھا۔ ایک نوجوان دوست اور ایک مدعی الہام۔ یہ وہ چھوٹا سا قافلہ تھا جو دنیا میں نور پھیلانے کیلئے کفر وضلالت کے میدان کی طرف نکلا۔ لوگوں نے جب یہ باتیں سنیں اُنہوں نے قہقہے لگائے۔ باہم دگر چشمکیں کیں اور نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو جتایا کہ یہ لوگ مجنون ہو گئے ہیں اِن کی باتوں سے متعجب نہ ہو، بلکہ سنو اور مزہ اُٹھاؤ۔ مگر حق اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر ہونا شروع ہوا اور یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کے مطابق ’’حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون‘‘۔ ہوتا گیا۔ ’’تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں‘‘ اور ’’اجنبی زبان‘‘ سے جس سے عرب پہلے ناآشنا تھے، خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عربوں سے باتیں کرنی شروع کیں۔ نوجوانوں کے دل لرزنے لگے، صداقت کے متلاشیوں کے جسموں پر کپکپی پیدا ہوئی۔ اُن کی ہنسی، ٹھٹھے اور استہزاء کی آوازوں میں پسندیدگی اور تحسین کے کلمات بھی آہستہ آہستہ بلند ہونے شروع ہوئے۔ غلاموں، نوجوانوں اور مظلوم عورتوں کا ایک جتھا آپ کے گرد جمع ہونے لگ گیا۔ کیونکہ آپ کی آواز میں عورتیں اپنے حقوق کی حفاظت دیکھ رہی تھیں۔ غلام اپنی آزادی کا اعلان سن رہے تھے اور نوجوان بڑی بڑی اُمیدوں اور ترقیوں کے راستے کھلتے ہوئے محسوس کررہے تھے۔

رؤسائے مکّہ کی مخالفت

جب ہنسی اور ٹھٹھے کی آوازوں میں سے تحسین اور تعریف کی آوازیں بھی بلند ہونا شروع ہوگئیں، تو مکہ کے رؤساء گھبرا گئے، حکام کے دل میں خوف پیدا ہونے لگا۔ وہ جمع ہوئے، اُنہوں نے مشورے کئے، منصوبے باندھے اور ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ ظلم وتعدی اور سختی اور قطع تعلق کی تجاویز کا فیصلہ کیا گیا اور اُن پر عمل ہونا شروع ہوا۔ اب مکہ سنجیدگی سے اسلام کے ساتھ ٹکرانے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ اب وہ ’’پاگلانہ‘‘ دعویٰ ایک ترقی کرنے والی حقیقت نظر آرہا تھا۔ مکہ کی سیاست کیلئے خطرہ، مکہ کے مذہب کیلئے خطرہ، مکہ کے تمدن کیلئے خطرہ اور مکہ کے رسم ورواج کیلئے خطرہ دکھائی دے رہا تھا۔ اسلام ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بناتا ہوا نظر آتا تھا۔ جس نئے آسمان اور زمین کے ہوتے ہوئے عرب کا پُرانا آسمان اور پُرانی زمین قائم نہیں رہ سکتے تھے۔ اب یہ سوال مکہ والوں کیلئے ہنسی کا سوال نہیں رہا تھا اب یہ زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اُنہوں نے اسلام کے چیلنج کو قبول کیا اور اُسی روح کے ساتھ قبول کیا جس روح کے ساتھ نبیوں کے دشمن نبیوں کے چیلنج کو قبول کرتے چلے آئے تھے اور وہ دلیل کا جواب دلیل سے نہیں بلکہ تلوار اور تیر کے ساتھ دینے پر آمادہ ہوگئے۔ اسلام کی خیرخواہی کا جواب ویسے ہی بلند اخلاق کے ذریعہ سے نہیں بلکہ گالی گلوچ اور بدکلامی سے دینے کا اُنہوں نے فیصلہ کرلیا۔ ایک دفعہ پھر دنیا میں کفر اور اسلام کی لڑائی شروع ہوگئی۔ ایک دفعہ پھر شیطان کے لشکروں نے فرشتوں پر ہلّہ بول دیا۔ بھلا اُن مٹھی بھر آدمیوں کی طاقت ہی کیا تھی کہ مکہ والوں کے سامنے ٹھہرسکیں۔ عورتیں بے شرمانہ طریقوں سے قتل کی گئیں۔ مرد ٹانگیں چیر چیر کر مار ڈالے گئے، غلام تپتی ہوئی ریت اور کھردرے پتھروں پر گھسیٹے گئے اِس حد تک کہ اُن کے چمڑے انسانی چمڑوں کی شکلیں بدل کر حیوانی چمڑے بن گئے۔ ایک مدت بعد اسلام کی فتح کے زمانہ میں جب اسلام کا جھنڈا مشرق ومغرب میں لہرا رہا تھا ایک دفعہ ایک ابتدائی نومسلم غلام خبابؓ کی پیٹھ ننگی ہوئی تو اُن کے ساتھیوں نے دیکھا کہ اُن کی پیٹھ کا چمڑا انسانوں جیسا نہیں جانوروں جیسا ہے وہ گھبرا گئے اور اُن سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیا بیماری ہے؟ وہ ہنسے اور کہا بیماری نہیں یہ یادگار ہے اُس وقت کی جب ہم نومسلم غلاموں کو عرب کے لوگ مکہ کی گلیوں میں سخت اور کھردرے پتھروں پر گھسیٹا کرتے تھے اور متواتر یہ ظلم ہم پر روا رکھے جاتے تھے اُسی کے نتیجہ میں میری پیٹھ کا چمڑہ یہ شکل اختیار کرگیا ہے۔

مؤمن غلاموں پر کفّارِ مکہ کا ظلم وستم

یہ غلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مختلف اقوام کے تھے اِن میں حبشی بھی تھے جیسے بلالؓ، رومی بھی تھے جیسے صہیبؓ۔ پھر اُن میں عیسائی بھی تھے جیسے جبیرؓ اور صہیبؓ۔ اور مشرکین بھی تھے جیسے بلالؓ اور عمارؓ۔ بلالؓ کو اُس کے مالک تپتی ریت پر لٹا کر اوپر یا تو پتھر رکھ دیتے یا نوجوانوں کو سینہ پر کودنے کیلئے مقرر کردیتے۔ حبشی النسل بلالؓ اُمیہ بن خلف نامی ایک مکی رئیس کے غلام تھے۔ اُمیہ اُنہیں دوپہر کے وقت گرمی کے موسم میں مکہ سے باہر لے جاکر تپتی ہوئی ریت پر ننگا کرکے لٹا دیتا تھا اور بڑے بڑے گرم پتھر اُن کے سینہ پر رکھ کر کہتا تھا کہ لات اور عزیٰ کی الوہیت کو تسلیم کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے علیحدگی کا اظہار کر۔ بلالؓ اُسکے جواب میں کہتے اَحَدٌ اَحَدٌ یعنی اللہ ایک ہی ہے اللہ ایک ہی ہے۔ بار بار آپ کا یہ جواب سن کر اُمیہ کو اَور غصہ آجاتا اور وہ آپ کے گلے میں رسہ ڈال کر شریر لڑکوں کے حوالے کردیتا اور کہتا کہ ان کو مکہ کی گلیوں میں پتھروں کے اُوپر سے گھسیٹتے ہوئے لے جائیں جس کی وجہ سے اُن کا بدن خون سے تربتر ہوجاتا مگر وہ پھر بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے چلے جاتے، یعنی خدا ایک خدا ایک۔ عرصہ کے بعد جب خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدینہ میں امن دیا جب وہ آزادی سے عبادت کرنے کے قابل ہوگئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو اذان دینے کیلئے مقرر کیا۔ یہ حبشی غلام جب اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی بجائے اَسْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا تو مدینہ کے لوگ جو اُس کے حالات سے ناواقف تھے ہنسنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلالؓ کی اذان پر ہنستے ہوئے پایا تو آپ لوگوں کی طرف مڑے اور کہا تم بلالؓ کی اذان پر ہنستے ہو مگر خدا تعالیٰ عرش پر اُس کی اذان سن کر خوش ہوتا ہے۔ آپ کا اشارہ اِسی طرف تھا کہ تمہیں تو یہ نظر آتا ہے کہ یہ ’’ش‘‘ نہیں بول سکتا۔ مگر ’’ش‘‘ اور ’’س‘‘ میں کیا رکھا ہے خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جب تپتی ریت پر ننگی پیٹھ کے ساتھ اِس کو لٹا دیا جاتا تھا اور اس کے سینہ پر ظالم اپنی جوتیوں سمیت کودا کرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کیا اب بھی سبق آیا ہے یا نہیں؟ تو یہ اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اَحَدٌ اَحَدٌ کہہ کر خدا تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتا رہتا تھا اور اپنی وفاداری، اپنے توحید کے عقیدہ اور اپنے دل کی مضبوطی کا ثبوت دیتا تھا۔ پس اُس کا اَسْھَدُ بہت سے لوگوں کے اَشْھَدُ سے زیادہ قیمتی تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اُن پر یہ ظلم دیکھے تو اُن کے مالک کو اُنکی قیمت ادا کرکے اُنہیں آزاد کروا دیا۔ اسی طرح اور بہت سے غلاموں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے آزاد کرایا۔ اِن غلاموں میں سے صہیبؓ ایک مالدار آدمی تھے۔ یہ تجارت کرتے تھے اور مکہ کے باحیثیت آدمیوں میں سمجھے جاتے تھے مگر باوجود اس کے کہ وہ مالدار بھی تھے اور آزاد بھی ہوچکے تھے قریش اُن کو مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرگئے تو آپ کے بعد صہیبؓ نے بھی چاہا کہ وہ بھی ہجرت کرکے مدینہ چلے جائیں مگر مکہ کے لوگوں نے اُن کو روکا اور کہا کہ جو دولت تم نے مکہ میں کمائی ہے تم اُسے مکہ سے باہر کس طرح لے جاسکتے ہو ہم تمہیں مکہ سے جانے نہیں دیں گے۔ صہیبؓ نے کہا اگر میں یہ سب کی سب دولت چھوڑ دوں تو کیا پھر تم مجھے جانے دو گے؟ وہ اِس بات پر رضامند ہوگئے اور آپ اپنی ساری دولت مکہ والوں کے سپرد کرکے خالی ہاتھ مدینہ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ صہیبؓ! تمہارا یہ سَودا سب پہلے سَودوں سے نفع مند رہا۔ یعنی پہلے اسباب کے مقابلہ میں تم روپیہ حاصل کیا کرتے تھے مگر اب روپیہ کے مقابلہ میں تم نے ایمان حاصل کیا ہے۔

اِن غلاموں میں اکثر تو ظاہر وباطن میں مستقل رہے، لیکن بعض سے ظاہر میں کمزوریاں بھی ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ نامی غلام کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ سسکیاں لے رہے تھے اور آنکھیں پونچھ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا عمار! کیا معاملہ ہے؟ عمار نے کہا اے اللہ کے رسول! بہت ہی بُرا۔ وہ مجھے مارتے گئے اور دکھ دیتے گئے اور اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک میرے منہ سے آپ کے خلاف اور دیوتاؤں کی تائید میں کلمات نہیں نکلوا لئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا لیکن تم اپنے دل میں کیا محسوس کرتے تھے؟ عمار نے کہا دل میں تو ایک غیر متزلزل ایمان محسوس کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر دل ایمان پر مطمئن تھا تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوری کو معاف کردے گا۔

آپ کے والد یاسرؓ اور آپ کی والدہ سمیہؓ کو بھی کفّار بہت دکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ اُن دونوں کو دکھ دیا جارہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اُن دونوں کی تکلیفوں کو دیکھا اور آپ کا دل درد سے بھر آیا۔ آپ اُن سے مخاطب ہوکر بولے صَبْرًا اٰلَ یَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃَ۔ اے یاسر کے خاندان! صبر سے کام لو۔ خدا نے تمہارے لئے جنت تیار کرچھوڑی ہے۔ اور یہ پیشگوئی تھوڑے ہی دنوں میں پوری ہوگئی کیونکہ یاسرؓ مار کھاتے کھاتے مرگئے مگر اِس پر بھی کفّار کو صبر نہ آیا اور اُنہوں نے اُن کی بڑھیا بیوی سمیہؓ پر ظلم جاری رکھے۔ چنانچہ ابوجہل نے ایک دن غصہ میں اُن کی ران پر زور سے نیزہ مارا جو ران کو چیرتا ہوا اُن کے پیٹ میں گھس گیا اور تڑپتے ہوئے اُنہوں نے جان دے دی۔

زنیرہؓ بھی ایک لونڈی تھیں اُن کو ابوجہل نے اتنا مارا کہ اُن کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔

ابوفکیہہؓ صفوان بن اُمیہ کے غلام تھے۔ اُن کو اُن کا مالک اور اُس کا خاندان گرم تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر اُن کے سینہ پر رکھ دیتا یہاں تک کہ اُن کی زبان باہر نکل آتی۔ یہی حال باقی غلاموں کا بھی تھا۔

بیشک یہ ظلم انسانی طاقت سے بالا تھے، مگر جن لوگوں پر یہ ظلم کئے جارہے تھے وہ ظاہر میں انسان تھے اور باطن میں فرشتے۔ قرآن صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اور کانوں پر نازل نہیں ہورہا تھا خدا اُن لوگوں کے دلوں میں بھی بول رہا تھا اور کبھی کوئی مذہب قائم نہیں ہوسکتا جب تک اس کے ابتدائی ماننے والوں کے دلوں میں سے خدا کی آواز بلند نہ ہو۔ جب انسانوں نے اُن کو چھوڑ دیا، جب رشتہ داروں نے اُن سے منہ پھیر لیا تو خدا تعالیٰ اُن کے دلوں میں کہتا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں، میں تمہارے ساتھ ہوں اور یہ سب ظلم اُن کیلئے راحت ہوجاتے تھے۔ گالیاں دعائیں بن کر لگتی تھیں۔ پتھر مرہم کے قائمقام ہوجاتے تھے مخالفتیں بڑھتی گئیں مگر ایمان بھی ساتھ ہی ترقی کرتا گیا۔ ظلم اپنی انتہاء کو پہنچ گیا مگر اخلاص بھی تمام گزشتہ حدبندیوں سے اُوپر نکل گیا۔ (جاری)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 17 تا 24، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 / مارچ 2020ء بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک (اسلام آباد،ٹلفورڈ، یو.کے) کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نمازِ جنازہ حاضر

☆مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم شیخ عمر فاروق صاحب (ارلز فیلڈ، یوکے)

9 / مارچ 2020ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت حکیم عمر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی ایک نیک دین دار بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نمازِ جنازہ غائب

(1) مکرم تیمور شاہ صاحب (سینٹ پیٹرز برگ، رشیا)

24 / جنوری 2020ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 2000ء کے اوائل میں احمدیت قبول کی۔ آپ کا تعلق پاکستان میں وزیرستان کے علاقہ بنوں سے تھا۔ 80ء کی دہائی میں حصول تعلیم کی غرض سے رشیا آئے اور یہاں سے میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کی۔ لمبے عرصہ کے مطالعہ اور تحقیق کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ قرآن کریم کا بہت مطالعہ کرتے تھے۔ بہت سا حصہ زبانی بھی یاد کیا ہوا تھا۔ ترجمہ بھی جانتے تھے اور مختلف تفاسیر میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ مبلغین سے بھی اس حوالہ سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب
(ساہیوال ضلع سرگودھا)

11 / جنوری 2020ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے خلافت ثالثہ کے شروع میں احمدیت قبول کی اور تادم آخر نہایت استقامت کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہے۔ اپنے پورے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ نے صدر جماعت ساہیوال ضلع سرگودھا کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی مہمانوں کی خدمت بہت شوق سے کیا کرتے تھے۔ ساہیوال میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جگہ کی خرید سے لے کر تعمیر تک کا تمام کام مخالفت کے باوجود مکمل کروایا۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ شریفاں بیگم صاحبہ (دار الشکر شالی ربوہ)

23 / اکتوبر 2019ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر صوفی علی محمد صاحب مرحوم سابق معلم وقف جدید کی بیٹی تھیں۔ محلہ میں جماعتی کاموں میں دلچسپی لیتیں اور چندہ جات کی ادائیگی میں فعال تھیں۔

(4) مکرم سخاوت احمد خان صاحب
(معلم سلسلہ جماعت میلار، ضلع بلاری، کرناٹک، انڈیا)

15 / جنوری 2020ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 2001ء میں زندگی وقف کر کے جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے اور 2004ء میں بطور معلم خدمت سلسلہ کا آغاز کیا اور 15 سال سے زائد عرصہ صوبہ کرناٹک میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی مخلص نیک اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے خادم سلسلہ تھے۔ بڑی محنت، اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض انجام دیتے رہے۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز اور افسران اور انچارج مبلغین کا احترام کرنے والے تھے۔ مرحوم کے ذریعہ کئی احباب و مستورات کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(5) مکرم عارف الحق صاحب
(معلم سلسلہ کرتنیا پاڑہ، بنگال)

10 / جنوری 2020ء کو مختصر علالت کے بعد 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم 2001ء میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے اور 2003ء میں جامعۃ المبشرین سے معلم کی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد بطور معلم نہایت اخلاص اور محنت کے ساتھ 17 سال تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے جو کہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

(6) مکرم ذوالفقار صاحب (چک نمبر 58/3 نکڑا ڈیرہ نمبرداراں، تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

27 / جنوری 2020ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا جماعت کے ساتھ پیار کا گہرا تعلق تھا۔ بہت نیک، صالح اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ مرکز کی طرف سے آئے ہوئے مہمانوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(7) مکرمہ سارہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقدیر گنائی صاحب (بھدرواہ ضلع ڈوڈہ، صوبہ جموں وکشمیر)

30 / جنوری 2020ء کو 83 سال کی عمر میں بعارضۂ قلب وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے اپنے میاں کے ساتھ مل کر شدید مخالفت کا بڑی ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود بھرپور رنگ میں تبلیغ کرتیں اور حسب توفیق مالی قربانی اور جماعتی کاموں میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ حضور انور کے خطبات انتہائی عقیدت کے ساتھ سنتیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتیں۔ مرحومہ نے بڑی محنت اور مشقت کی زندگی گزاری اور دعاؤں اور محنت کے ساتھ اپنے بچوں کی اچھے رنگ میں تربیت کی۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان) کی ساس تھیں۔

(8) مکرم مفتاح الاسلام صاحب
(میلا پالیم صوبہ تامل ناڈو، انڈیا)

یکم جنوری 2020ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1982ء میں احمدیت قبول کی جس کے بعد آپ کو ہندوؤں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن کبھی پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ مرحوم کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ بے شمار لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ پیشہ کے اعتبار سے ایک آرٹسٹ تھے اور جو لوگ آپ کے پاس ہنر سیکھنے آتے تھے انہیں بھی تبلیغ کرتے تھے۔ جسکی وجہ سے ان میں سے کئی لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ مرحوم دعا گو، پرہیزگار، دیانتدار، نرم مزاج اور ایک مخلص باوفا انسان تھے۔ مرحوم نے مقامی مجلس میں زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ شعبہ تزئین میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں!

شعبہ تزئین قادیان میں نئی منظور شدہ امریکن بیسڈ گراس کٹر مشین کیلئے ڈرائیور کی اسامی پُر کی جانی مقصود ہے جو دوست بطور ڈرائیور اس اسامی پر خدمت کرنے کے خواہش مند ہوں وہ اپنی درخواستیں دو ماہ کے اندر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا سکتے ہیں۔

شرائط درج ذیل ہیں:

(1) امیدوار کے پاس ڈرائیونگ لائسنس اور ڈرائیونگ کا تجربہ ہونا ضروری ہے (2) امیدوار تھوڑا بہت ٹیکنیکل کام بھی جانتا ہو تا کہ حسب ضرورت اس کٹر مشین کی مرمت بھی کر سکے (3) امیدوار ٹریکٹر ٹرالی چلانا جانتا ہو (4) امیدوار مطیع اور فرمانبردار ہو اور بوقت ضرورت اضافی کام کیلئے بھی تیار ہو (5) امیدوار کیلئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے (6) امیدوار کو برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا (7) وہی امیدوار ڈرائیور کی خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو انٹرویو بورڈ تقرر کارکنان میں کامیاب ہوں گے (8) وہی ڈرائیور خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہوں گے (9) امیدوار ڈرائیور کو درجہ دوئم کے برابر الاؤنس و دیگر سہولیات دی جائیں گی (10) امیدوار کے اخراجات سفر خرچ قادیان آمد ورفت اپنے ہوں گے (11) اگر امیدوار کی سلیکشن ہوتی ہے تو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

نوٹ: مجوزہ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ درخواست فارم حسب طریق پُر ہو کر آنے پر اس کے مطابق کاروائی ہوگی۔ (ناظر دیوان قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

(Ph) 01872-501130 (Mob) 9877138347, 9646351280

e-mail: diwan@qadian.in

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا ہم سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے (جو خاکسار کے حقیقی ماموں ہیں) کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو مَیں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہیں تھی۔ ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہوں گے۔ خیر جب میں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ آپ مسیح ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میرا یہ سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ اُٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ کتاب فتح اسلام (جو آپ کی جدید تصنیف تھی) لاکر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ میں نے حدیث میں یہ پڑھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال صحابہ برکت کیلئے رکھتے تھے اس خیال سے میں نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور مجھے اپنے کچھ بال عنایت فرماویں۔ چنانچہ جب آپ نے حجامت کرائی تو مجھے اپنے بال بھجوادیئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے پاس بھی حضرت صاحب کے کچھ بال رکھے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ جب مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) قادیان سے باہر گئے ہوئے تھے میں مغرب کی نماز میں آیا تو دیکھا کہ آگے حضرت مسیح موعودؑ خود نماز پڑھا رہے تھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے چھوٹی چھوٹی دو سورتیں پڑھیں مگر سوز و درد سے لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ جب آپ نے نماز ختم کرائی تو میں آگے ہوا مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا قاضی صاحب میں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر آپ کو نہیں پایا۔ مجھے اس نماز میں سخت تکلیف ہوئی ہے۔ عشاء کی نماز آپ پڑھائیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کرم دین سے گورداسپور میں مقدمہ تھا اور آپ گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ سب لوگ کچہری میں چلے گئے یا ادھر اُدھر ہو گئے اور حضرت صاحب کے پاس صرف میں اور مفتی صادق صاحب رہ گئے۔ حضرت صاحب لیٹے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے ہیں۔ اسی حالت میں آپ نے سر اُٹھایا اور کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے لکھ لو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت وہاں کوئی قلم دوات یا پنسل موجود نہ تھی آخر ہم باورچی خانہ سے ایک کوئلہ لائے اور اس سے مفتی صاحب نے کاغذ پر لکھا۔ آپ پھر اسی طرح لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر آپ نے الہام لکھایا۔ غرض اسی طرح آپ نے اس وقت چند الہامات لکھائے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک الہام مجھے یاد ہے اور وہ یہ ہے ''**یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون**'' یعنی تیری شان کے متعلق سوال کریں گے تو ان سے کہہ دے ''اللہ'' پھر چھوڑ دے ان کو ان کی بیہودہ گوئی میں۔ دوسرے دن جب آپ عدالت میں پیش ہوئے تو وکیل مستغیث نے آپ سے منجملہ اور سوالات کے یہ سوال بھی کیا کہ یہ جو آپ نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں اپنے متعلق لکھا ہے اور اس نے اس کتاب سے ایک عبارت پڑھ کر سنائی جس میں آپ نے بڑے زوردار الفاظ میں اپنے علو مرتبت کے متعلق فقرات لکھے ہیں۔ کیا آپ واقعی ایسی ہی اپنی شان سمجھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہاں یہ اللہ کا فضل ہے یا کوئی ایسا ہی کلمہ بولا جس میں اللہ کی طرف بات کو منسوب کیا تھا۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کو اس وقت خیال نہیں آیا کہ یہ سوال و جواب آپ کے الہام کے مطابق تھا۔ پھر جب آپ گورداسپور سے واپس قادیان آنے لگے تو میں نے راستہ میں موڑ پر آ کر آپ سے عرض کیا کہ حضور میرا خیال ہے کہ حضور کا وہ الہام اس سوال و جواب میں پورا ہوا ہے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے کہ ہاں واقعی یہی ہے آپ نے بہت ٹھیک سمجھا ہے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ اس کے چند دن بعد مجھے شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے کہا کہ حضرت صاحب ایک اور موقعہ پر بھی ذکر فرماتے تھے کہ مولوی شیر علی نے اس الہام کی تطبیق خوب سمجھی ہے اور خوشی کا اظہار فرماتے تھے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ گولڑویہ کا ذکر آتا ہے اس کے متعلق یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں تحفہ گولڑویہ کی بجائے تریاق القلوب کا نام لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سہو ہوا ہے اور درست یہی ہے کہ عدالت میں جس کتاب کے متعلق پوچھا گیا تھا وہ تحفہ گولڑویہ تھی نہ کہ تریاق القلوب۔ جیسا کہ حصہ دوم کی روایت نمبر 389 میں مسل عدالت کے حوالہ سے ثابت کیا جاچکا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ ہر شخص کی خواب توجہ سے سنتے تھے اور بسا اوقات نوٹ بھی فرمالیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مرزا کمال الدین وغیرہ نے مسجد کے نیچے کا راستہ دیوار کھینچ کر بند کردیا تھا اور احمدیوں کو سخت تکلیف کا سامنا تھا اور آپ کو مجبوراً قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی تھی۔ (اس موقعہ کے علاوہ کبھی آپ نے کسی کے خلاف خود مقدمہ دائر نہیں کیا) میں نے خواب دیکھا کہ وہ دیوار گرائی جارہی ہے اور میں اس کے گرے ہوئے حصے کے اوپر سے گذر رہا ہوں۔ میں نے آپ کے پاس بیان کیا آپ نے بڑی توجہ سے سنا اور نوٹ کرلیا۔ اس وقت میں بالکل بچہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں 1905ء کا بڑا زلزلہ آیا تھا اور آپ باغ میں رہائش کیلئے چلے گئے تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب کے لڑکے محمد منظور نے جو ان دنوں میں بالکل بچہ تھا خواب میں دیکھا کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جارہے ہیں۔ حضرت صاحب کو اس کی اطلاع پہنچی تو کئی بکرے منگوا کر صدقہ کروا دیئے اور حضرت صاحب کی اتباع میں اور اکثر لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرا خیال ہے اس وقت باغ میں ایک سو سے زیادہ بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب 1905ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے، جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اُٹھے اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہم نے جاتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بھی۔ کوئی ادھر کھینچتا تھا تو کوئی اُدھر اور آپ سب کے درمیان میں تھے آخر بڑی مشکل سے آپ اور آپ کے ساتھ چمٹے ہوئے ہم سب بڑے صحن میں پہنچے۔ اس وقت تک زلزلے کے دھکے بھی کمزور ہو چکے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ہم کو لے کر اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے احباب بھی اپنا ڈیرا ڈنڈا اُٹھا کر باغ میں پہنچ گئے۔ وہاں حسب ضرورت کچھ کچے مکان بھی تیار کروا لئے گئے اور کچھ خیمے منگوا لئے گئے اور پھر ہم سب ایک لمبا عرصہ باغ میں مقیم رہے۔ ان دنوں میں مدرسہ بھی وہیں لگتا تھا۔ گویا باغ میں ایک شہر آباد ہوگیا تھا۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ میں اوائل میں اس بات کا قائل تھا کہ سفر میں قصر نماز عام حالات میں جائز نہیں بلکہ صرف جنگ کی حالت میں فتنہ کے خوف کے وقت جائز ہے اور اس معاملہ میں مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) کے ساتھ بہت بحث کیا کرتا تھا۔ قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورداسپور میں مقدمہ تھا ایک دفعہ میں بھی وہاں گیا۔ حضرت صاحب کے ساتھ وہاں مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی تھے مگر ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ قاضی صاحب آپ نماز پڑھائیں۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ آج مجھے موقعہ ملا ہے میں قصر نہیں کروں گا بلکہ پوری پڑھوں گا تا اس مسئلہ کا کچھ فیصلہ ہو۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ ارادہ کر کے ہاتھ اٹھائے کہ قصر نہیں کروں گا حضرت صاحب میرے پیچھے دائیں طرف کھڑے تھے۔ آپ نے فوراً قدم آگے بڑھا کر میرے کان کے پاس منہ کرکے فرمایا قاضی صاحب دو ہی پڑھیں گے نا؟ میں نے عرض کیا کہ حضور دو ہی پڑھوں گا۔ بس اس وقت سے ہمارا مسئلہ حل ہوگیا اور میں نے اپنا خیال ترک کردیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ میرا ایک لڑکا جو پہلی بیوی سے تھا فوت ہوگیا۔ اس کی ماں نے بڑا جزع فزع کیا اور اس کی والدہ یعنی بچے کی نانی نے بھی اسی قسم کی حرکت کی۔ میں نے ان کو بہت روکا مگر نہ باز آئیں، جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس لڑکے کا جنازہ پڑھنے آئے تو جنازہ کے بعد آپ کھڑے ہوگئے اور بہت دیر تک وعظ فرماتے رہے اور آخر میں فرمایا قاضی صاحب اپنے گھر میں بھی میری یہ نصیحت پہنچا دیں۔ میں نے گھر آکر بیوی کو حضرت صاحب کا وعظ سنایا پھر اس کے بعد اس کے دو تین لڑکے فوت ہوئے مگر اس نے سوائے آنسو گرانے کے کوئی اور حرکت نہیں کی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1 صفحہ 20 تا 25، مطبوعہ قادیان 2007)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ہر احمدی جو اس وقت جلسہ میں شامل ہے یا دنیا میں کسی بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوتا ہے
اُسے یادرکھنا چاہئے کہ ہم نے وہ مقصد پورا کرنے والا بننا ہے جس کیلئے جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے، حقیقی تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں

پہلوں کی قربانیاں اور تقویٰ کے معیار اور دعائیں تبھی ہمیں فائدہ دینے والی ہوں گی جب ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے
جب ہم اپنے ہر لمحے کو توحید کے قیام اور حقوق العباد کی ادائیگی میں گزارنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے، تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے

احمدیت جو ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اُس کی قدر تبھی ممکن ہے جب ہم مسلسل جدوجہد کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے بنیں گے، ہمیشہ یادرکھیں جماعت احمدیہ کی ترقی کا دارومدار کسی شخص پر نہیں بلکہ تقویٰ پر چلنے والے افراد پر ہے، تقویٰ میں ترقی کرنے والوں کی تعداد پر ہے اور الٰہی وعدوں کے مطابق خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ترقیات کا یہ وعدہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور ایمان لانے والوں کے ساتھ یہ دائمی ترقیات کا وعدہ ہے
پس تقویٰ میں بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اس تعلق میں مزید مضبوطی پیدا کریں، دعاؤں سے اس انعام اور اللہ تعالیٰ کے احسان کی آبیاری کریں
تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے دروازے مزید وا ہوتے چلے جائیں

قادیان دارالامان (انڈیا) میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ سے 31/دسمبر 2007ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست اختتامی خطاب

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور احسانات کی بارش ہوتی ہم ہر روز دیکھتے ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی عاشقِ صادق اور مسیح و مہدی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی اصلاح کیلئے مبعوث کرنا تھا۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت، رحمت و فضل اور احسانات کی بارش یوں برستی نظر نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان اور فضل جو اُس نے جماعت پر کیا وہ ایم ٹی اے کی صورت میں بھی ہے۔ قادیان کی یہ بستی جس میں اس وقت ہزاروں احمدی ہندوستان کے مختلف شہروں اور دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں، جو جلسہ سالانہ کے پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور وہ جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس کارروائی کو دنیا میں بیٹھے سن رہے ہیں، یہ اس تائید کا ایک زندہ نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ہے۔ اس بستی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے تک کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کا اظہار فرمایا ہے اور ابھی آپ نے نظم میں سنا۔ لیکن آج اُس بستی میں بیٹھے جلسہ سننے والوں اور تقاریر کرنے والوں کو دنیا کے ہر ملک میں دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔ مسیح و مہدی کے آنے کی نشانیوں میں سے یہ بھی تھی کہ مختلف قسم کی نئی ایجادات اور نشر و اشاعت کے جو ذرائع آجکل ہیں یہ مسیح کے زمانے کی نشانی ہوگی۔ پس دیکھیں وہ کس شان سے اس زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ ایک شخص جو دنیا سے کٹ کر رہنے اور اپنے وقت کو خدا کی یاد اور قرآنِ کریم پر غور کرنے میں گزارنے کو ہر کام پر ترجیح دیتا تھا، اُسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ باہر نکل اور میرے پیغام کو دنیا میں پھیلا۔ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے ماننے والوں کے ساتھ ہوں۔ تو میری مدد اور نصرت اور فضلوں اور احسانوں کو ہر وقت اپنے پر اور اپنے ماننے والوں پر برستا دیکھے گا۔ اسی لئے میں نے تجھے مبعوث کیا ہے تاکہ تو دنیا میں یہ پیغام پہنچائے اور اس بارے میں کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں ہے۔

آج سے 120 سال پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ: ”جنابِ الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اُس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔“ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 623، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

آج بھی اگر قادیان کی بستی کو دیکھیں تو یہ دنیا کی نظر میں ہندوستان کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ لیکن آج سے 120 سال پہلے تو اس چھوٹے سے گاؤں کی کوئی بھی حیثیت نہیں تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے احسانات اور رحمتوں کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو گیا ہوں۔ اس لئے اب دنیا کی توجہ بھی اسی طرف پھیری جانے والی ہے چونکہ میری توجہ اس طرف ہوگئی ہے۔

پس یہ ایم ٹی اے کا جاری ہونا اور اس کے ذریعہ سے وہاں کے جلسہ کی کارروائی کا ساری دنیا میں نشر ہونا اور پھر یہاں لندن سے بیٹھے ہوئے ہمارا یہ پروگرام وہاں دکھایا جانا اور وہاں کے نظارے ہمیں نظر آنا، دو طرفہ نعروں کا ایک دوسرے کو سنا جانا اور جواب دینا اور پھر اس سارے پروگرام کو لندن سے جو ایک انتہائی ترقی یافتہ ملک کا سب سے بڑا شہر کہلاتا ہے، اس کے ساتھ مل کر دنیا میں نشر ہونا۔ دونوں طرف کے نظارے بھی دیکھنا اور آواز بھی سننا، یقیناً یہ اس سچے وعدے والے خدا کی اپنے مسیح و مہدی کے حق میں زبردست تائید و نصرت کا اظہار ہے جس نے آپ کو تسلی دے کر فرمایا تھا کہ تیرے لئے میرے احسانات کے دروازے کھل گئے ہیں اور میری رحمتیں تیری طرف متوجہ ہوگئی ہیں۔ اب وہ انہونیاں ہونے والی ہیں جس کے متعلق اس بستی کے رہنے والے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی جو خوشخبری دی تھی اس سے پہلے یہ تسلی فرما دی تھی کہ احسانات کے دروازے کھل گئے ہیں۔ میری رحمتیں تیری طرف متوجہ ہوگئی ہیں اس لئے فکر نہ کر۔ تیری تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ رہی ہے۔ یہ الٰہی تقدیر بن چکی ہے اور انسانی کوششوں سے نہیں بلکہ میرے فضلوں اور رحمتوں کے ذریعہ سے یہ تبلیغ اب دنیا کے کناروں تک پہنچنی ہے۔

پس یہ ہزاروں میل دور بیٹھ کر ایک دوسرے کو آمنے سامنے دیکھنا، قرآن اور حدیث کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام کے حوالے سے سننا اور سمجھنا یہ اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں تائید و نصرت کا ایک زبردست نشان ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کا زبردست ثبوت ہے کہ آپ ہی اس زمانے کے وہ مسیح و مہدی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے تائید یافتہ ہیں۔ اب چاہے مخالفین اور منکرین مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ الٰہی تقدیر کہ جو آنے والا تھا آ گیا، وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء اللہ تعالیٰ کے اِذن سے دعویٰ کر چکا ہے۔ آسمانی اور زمینی تائیدات اُس کے حق میں ظاہر ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے نئے نئے دروازے ہر دن اُس کی جماعت پر کھل رہے ہیں۔

پس اس زمانے کا جو امام تھا وہ تو آ چکا۔ اب اُس کے ماننے میں ہی بچت ہے۔ انکار کرتے ہوئے جس طرح تمہارے آباؤ اجداد چلے گئے، تم بھی چلے جاؤ گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے اس مقام پر اب اَور کوئی نہیں آئے گا۔ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں، ہمیں یہ یادرکھنا چاہئے کہ ہمارے پر بھی بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے دروازے تو کھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر ہو رہی ہے لیکن ہم میں سے ہر ایک اس سے اُس وقت فیضیاب ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنے والا ہوگا، جن میں سے ہم میں سے ہر فرد پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مسیح آخرالزمان کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ پس اس فیض کو حاصل کرنے کیلئے اس مقصد کو پیشِ نظر رکھیں جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور وہ دو بڑے مقصد تھے۔ نمبر ایک توحید کا قیام اور دوسرے شفقت علی خلق اللہ۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد اول، صفحہ 336، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کو معبودِ حقیقی سمجھنا اور سوائے اسکے کسی کے آگے نہ جھکنا۔ عبادات کا حق ادا کرنا اور اُس کی خشیت اور خوف دل میں رکھتے ہوئے، تقویٰ پر چلتے ہوئے اُس کے تمام احکامات کی پیروی کرنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت، اُسکے حق ادا کرنے اور آپس میں پیار و محبت کے تعلقات کو بڑھانا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”سچے موحّد وہی ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے وجود کو کوئی شئے خیال نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں کی صفت فرمائی ہی لَا يَخَافُوْنَ

لَوۡمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ: 55) کہ وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے خوف نہیں کھاتے اور صرف اپنے مولیٰ کی رضا مندی کو مقدم رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’مومن ایک لاپروا انسان ہوتا ہے۔اُسے صرف خدا تعالیٰ کی رضا مندی کی حاجت ہوتی ہے۔‘‘ (لاپرواس لئے نہیں کہ کسی چیز کو وہ خاطر میں نہیں لاتا بلکہ اس لئے کہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ہی پرواہ ہوتی ہے۔ باقی کسی چیز کی پروانہیں ہوتی) ’’اور اُسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدّنظر رکھتا ہے کیونکہ جب اُس کا معاملہ خدا سے ہے تو پھر اُسے کسی کے ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے بالمقابل کسی دوسرے وجود کو دخل دیتا ہے تو ریاء اور عُجب وغیرہ معاصی میں مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو یہ دخل وہی ایک زہر ہے اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اوّل جزو لَآ اِلٰهَ میں اس کی بھی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی بجا آوری سے قاصر رہتا ہے تو آخر اُسے خدا کی کسی صفت میں شریک کرتا ہے، تبھی تو قاصر رہتا ہے اس لئے لَآ اِلٰهَ کہتے وقت اس قسم کے معبودوں کی بھی نفی کرتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 87، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے وہ توحید کے قائم کرنے کی لطیف وضاحت اور تعلیم کہ جب لَآ اِلٰهَ پڑھے تو یہ خیال رہے کہ میں اُس خدا کو ماننے والا ہوں جس کے مقابلے میں ہر چیز ہیچ ہے۔ مَیں جو بھی کام کرنے جا رہا ہوں، جو بھی فعل کر رہا ہوں، اُس کے بارے میں اس واحد و یگانہ خدا کی تعلیم مجھے کیا حکم دے رہی ہے؟ اگر خدا کے علاوہ کوئی بھی چیز ہم پر اثر ڈال رہی ہے تو ہم وہ حقیقی لَآ اِلٰهَ کہنے والے نہیں ہو سکتے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حقیقی موحد وہی ہے جو لَآ اِلٰهَ کہے تو اس قسم کے تمام کاموں سے بچنے والا ہو جن سے بچنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ تبھی ہم حقیقی توحید کا دعویٰ کرنے والے بن سکیں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ایک حَقُّ اللّٰه اور دوسرے حَقُّ الْعِبَاد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حَقُّ الْعِبَاد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبّر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قائم ہو سکتا ہے۔ کسی میں قوّتِ غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان۔ دل سے اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے۔ کسی میں قوّت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہیے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحّد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنّی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنّی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اُس کی طرف منسوب ہوں تو اُس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لیے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوّت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بغض، حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔

پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کیلئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا۔ اور اس کی خبر گیری کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اَور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کیلئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اسکے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہانتک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو......‘‘

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔‘‘

فرمایا: ’’ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے......‘‘

فرماتے ہیں: ’’دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدتعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اُس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ ہمدردی کرنے والے سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے) ’’عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اُسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اُس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔‘‘

فرماتے ہیں: ’’غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا یہ ہے کہ حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اسکے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے......‘‘

فرماتے ہیں: ’’اگر انسان خدا تعالیٰ کیلئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اُسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے......‘‘

پس یہ تمام برائیاں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے یعنی تکبر، خیانت اور ظلم سے بچنا، اپنے بھائیوں کے خلاف ناپاک منصوبہ بندی سے بچنا، دلوں کو کینوں سے پاک کرنا، بغض اور حسد سے بچنا اور پھر صرف یہی نہیں کہ برائیوں سے بچنا ہے بلکہ فرمایا کہ اپنے بھائیوں کیلئے سچی ہمدردی کرنا بھی ایک مومن کا فرض ہے۔ کوئی مشکل میں ہے، پریشانی میں ہے، بھوک میں ہے، اسکی تکلیف دور کرنا بھی مومن کا فرض ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اُسی وقت تک انسان ہے جبتک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے......‘‘ فرماتے ہیں ’’یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ مَیں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اَور۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 214 تا 217، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی جو حقیقی اسلامی تعلیم ہے۔ اور یہی تعلیم ہے جس پر چل کر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت مشکل ہیں۔ اور جب تک حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہو، اُس وقت تک ایک انسان نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اُسکے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کر سکتا ہے۔ اور حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کیلئے اپنی کتب اور ملفوظات میں بیشمار جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ کو ایک فکر تھی کہ میں وہ جماعت قائم کروں جو حقیقی طور پر تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت ہو اور اسی مقصد کیلئے، آپ نے جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا۔ پس آپ لوگ اس حقیقی روح کو سمجھیں جو ان جلسوں کے انعقاد کے پیچھے ہے۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں کہ میں اپنی طاقت ظاہر کرنے کیلئے اپنے ارادت مندوں اور مریدوں کو جمع کروں اور اکٹھا کروں۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 395)

پس ہر احمدی جو اس وقت جلسہ میں شامل ہے یا دنیا میں کسی بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوتا ہے، اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے وہ مقصد پورا کرنے والا بننا ہے جس کیلئے جلسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ حقیقی تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ آج (جلسہ کا) تیسرا اور آخری دن ہے۔ آپ جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے قادیان میں جلسہ سنا ہے، آپ نے جلسے کے پروگراموں میں بہت سی تقاریر سنی ہوں گی۔ جن میں علمی تقاریر بھی تھیں اور تربیتی تقاریر بھی تھیں۔ توحیدِ باری تعالیٰ کے بارے میں تھیں۔ اپنوں کے حقوق ادا کرنے کے بارے میں بھی تھیں۔ غیروں کے حقوق ادا کرنے کے بارے میں بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ پیش کیا گیا تھا۔ تو یہ سارے پروگرام اس لئے نہیں تھے کہ جلسہ میں شامل ہونے والے اُنہیں سنیں، جو اچھا نکتہ نظر آئے اُس پر سر دھنیں، نعرہ تکبیر بلند کریں اور بھول جائیں کہ مقرر نے کیا کہا تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت کا تبھی فائدہ ہوگا جب آپ نے جو باتیں سنی ہیں، اُن کی جگالی کریں گے، اُن پر غور کریں گے، اپنے جائزے لیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ تقریریں ہمارے ایمان میں وقتی اضافے کا باعث بننے والی نہ ہوں۔ صرف جلسہ کے ماحول نے ہم میں وقتی جوش اور جذبہ ہی پیدا نہ کیا ہو بلکہ یہ ہماری زندگیوں میں انقلاب لانے والا ماحول بن چکا ہو۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے اور اپنے اندر یہ بات پیدا کرنی چاہئے کہ جلسہ کے اس ماحول نے ہم میں وہ روح پھونک دی ہو جس سے ہم اپنے اندر وہ وجود پیدا ہوتے دیکھیں جو تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو قائم کرتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ پس جب تک ہم اپنے اندر اللہ کا خوف اور اُس کی خشیت کے وہ معیار قائم کرنے والے نہیں بنیں گے ہمارے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَللّٰهُ اَكۡبَر کے نعرے کھوکھلے نعرے ہوں گے اور جب ہم حقیقت میں یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کے دروازے ہم میں سے ہر ایک پر کھلتے چلے جائیں گے۔

بہت سے نومبائع بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق تقریباً پانچ ہزار سے زائد نومبائعین جلسہ میں شامل ہیں۔ اُن سے مَیں خاص طور پر کہتا ہوں کہ آپ نے بیعت کے بعد اور پھر اس بستی میں آ کر جو مسیح الزمان کی بستی ہے جس میں خالص روحانی ماحول میں جلسہ منعقد ہو رہا ہے، اگر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کی، یہاں اس ماحول سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایسی تبدیلی پیدا نہیں کی جو انسان کی کایا پلٹ دے تو پھر اس بیعت کا کیا فائدہ؟ اپنے عزیزوں اور ماحول کی مخالفت بھی مول لی اور اُس مقصد کے حصول کی طرف قدم بھی نہ بڑھے جس کیلئے بیعت کی تھی۔ پس اگر تو آپ کو اپنے آپ میں خود بھی اور دوسرے

دیکھنے والوں کو بھی انقلاب نظر آتا ہے تو خوش قسمت ہیں کہ اُس مقصد کے حصول میں حصہ دار بن رہے ہیں جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو آج یہ عہد کر کے اُٹھیں کہ آج سے ہماری سوچیں اور ہمارے عمل اُس نہج پر چلیں گے جو روحانی انقلاب کے راستے دکھانے والے ہیں۔ اس انقلاب کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لانا چاہتے تھے۔ اُس انقلاب لانے والوں کے راستے پر چلیں گے تو تبھی ہم اُن برکات سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں گے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

پس احمدی ہونا اُس وقت فائدہ دیتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے اس عہد کو پورا کرنے والے بنیں گے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آتے ہوئے کیا ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ راہ کی ہر روک کو، ہر مخالفت کو، ہر دکھ کو، ہر تکلیف کو خس و خاشاک کی طرح اُڑا دے گا انشاء اللہ۔

جو پیدائشی احمدی ہیں، جو پرانے احمدی ہیں، جن کے آباؤ اجداد پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور انہوں نے زمانے کے امام کو مانا، اُسکے حضور حاضر ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا، وہ بھی یاد رکھیں کہ پہلوں کی قربانیاں اور اُنکی نیکیاں اور اُن کے تقویٰ میں بڑھنے کے معیار اور اُنکی دعائیں تبھی فائدہ دینے والی ہوں گی جب ہم اُنکے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔

(اس موقع پر لندن میں حاضر احباب نے نعرے لگائے۔ قادیان سے بھی نعروں کی آواز آرہی تھی۔ حضور نے فرمایا: یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں آواز کتنی دیر میں پہنچتی ہے؟ لیکن جب مَیں نے یہ بات ختم کی ہے تو اسکے بعد انہوں نے نعرہ لگایا ہے یا پہلے ہی، میری بات کے دوران لگا دیا تھا، نعرے کے دوران تو ان سے سنا ہی نہیں گیا ہوگا؟ اُن سے کہیں کہ جہاں میں لمبا وقفہ دوں وہاں نعرہ لگایا کریں، ویسے بیچ میں نہ ڈسٹرب کریں)

تو مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ پہلوں کی قربانیاں اور تقویٰ کے معیار اور دعائیں تبھی ہمیں فائدہ دینے والی ہوں گی جب ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ جب ہم اپنے ہر لمحے کو توحید کے قیام اور حقوق العباد کی ادائیگی میں گزارنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب لانے کی کوشش کرنے والے ہوں گے تو پھر پہلوں کی ہمارے لئے دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی ہماری کوشش اور دعائیں ہمارے لئے ہماری روحانی ترقی کے نئے دروازے کھولیں گی۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ پرانے احمدی ہونے کا نام ہمارے کسی کام آئے گا، یہ ٹائٹل بہت کافی ہے۔ پرانے احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ انہوں نے نئے آنے والوں کیلئے اپنی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ پس یہ ہمارے لئے بہت فکر کا مقام ہے۔

پاکستان سے چند سال سے کافی تعداد میں احمدی جلسہ میں شامل ہورہے ہیں، اس سال بھی ہوئے ہیں۔ دوسری دنیا سے بھی شامل ہوئے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان سے آئے ہوؤں میں سے بعض کیلئے یہ جلسہ بالکل نیا تجربہ ہوگا۔ کیونکہ ایک عرصے سے پاکستان میں قانونی پابندیوں کی وجہ سے وہاں جلسے نہیں ہورہے۔ تو یہ جلسہ بھی بعض نوجوانوں کیلئے نیا تجربہ ہوگا۔ اور مسیح کی بستی میں اس روحانی ماحول سے لطف اُٹھانا بھی اُن کیلئے ایک بالکل مختلف قسم کے جذبات لئے ہوئے ہوگا۔ پس اس وقت آپ کے یہ جذبات جو اُبھر رہے ہوں گے، یہ جو روحانی تجربات آپ کو حاصل ہورہے ہوں گے، اس نیکی کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ہمیشہ اپنے اندر جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ اس تجربے کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے اور اس میں بڑھتے چلے جانے کا ذریعہ بنائیں۔ اس تبدیلی کو آپ کبھی ختم نہ ہونے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اس عہد کو نبھانے کا نئے سرے سے عزم اور عہد کریں جن کا آپ نے شرائطِ بیعت میں ذکر فرمایا ہے تبھی آپ اس مقصد کو پورا کرنے والے بنیں گے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور جسکی خاطر آپ کے بڑوں نے قربانیاں دی تھیں اور آپ بھی قربانیاں دے رہے ہیں۔

پس اس قربانی کو با مقصد بنائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نئے سے نئے دروازے کھلتے چلے جائیں۔ احمدیت جو ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اُس کی قدر تبھی ممکن ہے جب ہم مسلسل جدو جہد کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا قرب پانے کا یہی اصول ہمیں بتایا ہے کہ اپنی کوشش میں قدم آگے بڑھاتے چلے جاؤ۔ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) اس آیت کو بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’خدا کی طرف سعی کرنے والا کبھی ناکام نہیں رہتا۔ اُس کا سچا وعدہ ہے کہ...... خدا تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جُویا ہوا وہ آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کیلئے تیاریاں کرنے والے ، راتوں کو دن بنا دینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ جس کا رحم اور فضل بے حد اور بے اَنت ہے، اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 91، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور احسانوں کو ہمیشہ حاصل کرتے چلے جانے کیلئے مسلسل عمل اور جد و جہد کی ضرورت ہے اور امام الزمان کی بیعت میں آنے والے کا کام نہیں کہ سست ہو جائے یا تھک کر بیٹھ جائے۔

قادیان میں رہنے والوں سے بھی مَیں ایک بات کہنی چاہتا ہوں کہ آپ میں سے وہ لوگ آہستہ آہستہ رخصت ہو رہے ہیں جنہوں نے درویشی میں اپنی زندگیاں گزاریں، ہر طرح کی قربانیاں دیں لیکن مسیح کی اس بستی اور شعائر اللہ کی ہر طرح حفاظت کی۔ جو عہد کیا تھا اُسے نبھایا۔ اب نئی نسل پر یہ ذمہ داری پڑ رہی ہے۔ اب نئی نسل کے امتحان کا وقت آ گیا ہے کہ وہ اپنے اس عہد کو کس طرح پورا کرتے ہیں۔ وہ اپنی اَمانتوں کے حق کس طرح ادا کرتے ہیں؟ پس اس امتحان سے سرخرو ہوکر نکلیں اور دنیا کو بتا دیں کہ زندہ قومیں کبھی اپنے مقصد کو بھولا نہیں کرتیں۔ دنیا میں جو آیا اُس نے چلے جانا ہے لیکن افراد کی موت سے قوموں کی ترقی کے معیار ختم نہیں ہو جاتے۔ زندہ قومیں ہر جانے والے کے بعد نیا عہد اور نیا عزم کرتی ہیں اور جن کے ساتھ ترقیات کے خدائی وعدے ہوں اُن کے عزم تو بہت بلند ہوتے ہیں۔ جو خدا کی خاطر اپنی زندگیاں گزارنے کا عزم لئے دیارِ مسیح میں بیٹھے ہیں اُن کا تو اللہ تعالیٰ پر یقین ہر دن چڑھنے کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر پختہ ہوتا ہے۔ اُن کے تقویٰ کے معیار ہر بڑی شخصیت کے جانے کے بعد بڑھنے چاہئیں۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں جماعت احمدیہ کی ترقی کا دار و مدار کسی شخص پر نہیں بلکہ تقویٰ پر چلنے والے افراد پر ہے۔ تقویٰ میں ترقی کرنے والوں کی تعداد پر ہے اور الٰہی وعدوں کے مطابق خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ: ’’مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں، قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305 تا 306)

پس حقیقی غلبہ، حقیقی پیرؤوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ حقیقی پیرؤوں کے ساتھ ہے اور حقیقی پیرو وہ ہے جو تقویٰ پر چلنے والا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ خلافتِ احمدیہ کے ساتھ جڑے رہنے میں ہی ہر احمدی کی بقا ہے اور ایمان لانے والوں کے ساتھ اُس کا دائمی وعدہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ترقیات کا یہ وعدہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے وابستہ ہے اور ایمان لانے والوں کے ساتھ یہ دائمی ترقیات کا وعدہ ہے ۔ پس تقویٰ میں بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اس تعلق میں مزید مضبوطی پیدا کریں۔ دعاؤں سے اس انعام اور اللہ تعالیٰ کے احسان کی آبیاری کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے دروازے مزید وا ہوتے چلے جائیں۔ آج 31/دسمبر ہے اور یہ جو دن ہے یہ سال 2007ء کا آخری دن ہے۔ قادیان میں اس وقت 2007ء کا سورج اپنی آخری جھلکیاں دکھاتے ہوئے افق میں ڈوبنے کی طرف سفر کر رہا ہوگا یا شاید اس وقت ڈوب رہا ہو۔ بہر حال اس وقت وہاں شام ہو رہی ہے اور سورج غروب ہونے کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احسان اور رحمتوں سے اُس کے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر یہ سورج اب کبھی نہیں ڈوبتا۔ ایک جگہ نظروں سے اوجھل ہوتا ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے نئے دروازے کھولتا ہوا طلوع ہو جاتا ہے۔ نئی آب و تاب کے ساتھ اپنی کرنیں بکھیرتا ہوا طلوع ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے ذریعہ جو روشنی اللہ تعالیٰ نے پھیلائی وہ اب کبھی ماند نہیں ہوتی۔ لیکن ایک اور اہم بات جو سورج کے ڈوبنے کے حوالے سے مَیں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قانونِ قدرت کے ساتھ اس مادی سورج کے ڈوبنے سے جو رات آتی ہے وہ ایک مومن متقی کو صرف دن بھر کی تھکاوٹ اتارنے کیلئے نہیں آتی بلکہ ان راتوں کو بھی مومن متقی زندہ کرتے ہیں۔ یہ رات بھی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے پر نئے راستے دکھاتی ہے۔ اگلے دن کیلئے نئے عزم اور نئے ولولوں کے راستے متعین کرتی ہے۔ آپ جو جلسہ میں شامل ہونے والے ہیں، خوش قسمت ہیں کہ یہ دن اور یہ راتیں دیارِ مسیح میں گزارنے کا موقع مل رہا ہے۔

پس آج کی رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس طرح زندہ کریں کہ آئندہ آنے والی ہر ظاہر رات زندگی کا پیش خیمہ بن جائے۔ کل 2008ء کا جو سورج طلوع ہو، آپ میں تقویٰ کے نئے دروازے کھولنے والا ہو۔ کل طلوع ہونے والا سورج اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اور تقویٰ میں قدم بڑھاتے ہوئے آپ پر طلوع ہو۔ آپ دیکھ رہے ہوں اور اس طلوع ہونے والے سورج کا تقویٰ میں بڑھتے ہوئے استقبال کریں تا کہ آپ جو خلافت جوبلی کی تیاری کر رہے ہیں، اس میں تقویٰ میں بڑھتے ہوئے داخل ہوں۔ اللہ کرے صرف قادیان میں رہنے والے یا اس وقت جو وہاں جلسہ میں موجود احمدی ہیں، وہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں کسی بھی جگہ رہنے والا ہر احمدی نیک جذبات اور دعاؤں کے ساتھ اپنی رات گزارنے والا ہو۔ اور اگر ہر احمدی اس طرح رات گزارے گا تو وہ دن دور نہیں جب ہم احمدیت کے قافلے کو پہلے سے بڑھ کر چھلانگیں مارتے ہوئے آگے بڑھتا ہوا دیکھیں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان دعاؤں کی توفیق دے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکات اور تقویٰ میں ترقی ہر ایک میں ہمیشہ جاری رکھے۔ باہر سے آنے والوں کو اپنی حفاظت سے واپس لے جائے۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی نیکی اور تقویٰ کو اپنی زندگیوں کا دائمی حصہ بنانے والے ہوں۔ ہمیشہ ایسے عمل کرتے رہیں جن سے خدا راضی ہو۔ سفر میں سب کا رفیق اور ساتھی خدا ہو۔ اپنے عَہدوں اور اپنے وعدوں کو نبھانے کی ہر ایک کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ قادیان میں رہنے والوں کو بھی خدا تعالیٰ اپنی حفاظت اور اپنی پناہ میں رکھے۔ اخلاص وفا اور تقویٰ کے ساتھ اس بستی میں رہنے والے، اس بستی میں رہنے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ سال کو جماعت کیلئے بیشمار برکتوں کا سال بنا دے اور خلافت جوبلی کا جو نیا سال چڑھ رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہم میں مزید تقویٰ پیدا کرنے والا ہو۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3/مئی 2013)

......☆......☆......☆......

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19؍جون 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور امیہ بن خلف کے بیچ دوستانہ تعلقات کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اُمَیَّہ بن خَلَف کے ساتھ پرانے دوستانہ تعلقات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ وہ مکے میں میرے مال اور جائداد کی حفاظت کرے اور مَیں اس کے مال و اسباب کی مدینہ میں حفاظت کروں گا۔ جب مَیں نے اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو امیہ نے کہا کہ مَیں عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا۔ تم مجھے اپنا وہ نام بتاؤ، وہ نام لکھو جو جاہلیت میں تھا۔ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے اپنا نام عبدِ عمرو لکھا۔

سوال جنگ بدر میں امیہ بن خلف کس طرح ہلاک ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ بدر کی جنگ میں میں اسے لیکر ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا تا کہ اس کی حفاظت کروں تو بلالؓ نے اسے دیکھ لیا اور شور مچا دیا کہ یہ امیہ بن خلف ہے۔ اس پر حضرت بلالؓ کے کچھ لوگ ہمارے تعاقب میں نکلے۔ مَیں ڈرا کہ وہ ہمیں پالیں گے۔ مَیں نے امیہ کو بچانے کیلئے اسکے بیٹے کو اس کی خاطر پیچھے چھوڑ دیا۔ لیکن انہوں نے اسکو مار ڈالا۔ انہوں نے پھر ہمارا پیچھا کیا۔ آخر جب انہوں نے ہمیں پالیا تو مَیں نے اسے کہا بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ مَیں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ اسے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اسکے بدن میں تلواریں گھونپیں یہاں تک کہ اسے مار ڈالا۔

سوال امیہ بن خلف مکہ میں حضرت بلالؓ کو کس طرح اذیتیں دیا کرتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: امیہ مکّے میں حضرت بلالؓ کو اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں۔ وہ ان کو مکے کی صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اور اس پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ پھر ایک بڑے پتھر کے متعلق حکم دیتا جس پر وہ پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا اور پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہیں کرے گا تجھے سزا ملتی رہے گی مگر باوجود اس عذاب کے بلال یہی کہتے اَحَد، اَحَد۔ یعنی وہ ایک ہے، وہ ایک ہے۔

سوال جنگ احد میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کس بہادری سے لڑے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوہ احد کے دن جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ غزوۂ احد کے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اکیس زخم آئے اور پاؤں میں ایسا زخم آیا کہ آپؓ لنگڑا کر چلتے تھے اور سامنے کے دو دانت بھی شہید ہوئے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو شعبان چھ ہجری میں کس مہم پر روانہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: شعبان چھ ہجری میں رسول اللہؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی قیادت میں سات سو آدمیوں کو دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی طرف بھیجا۔ اپنے دست مبارک سے حضورؐ نے سیاہ رنگ کا عمامہ ان کے سر پر باندھا جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان رکھا۔ آپؐ نے فرمایا ابو محمد! مجھے دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی طرف سے تشویش ناک خبریں آ رہی ہیں۔ وہاں مدینے پر حملہ کرنے کیلئے لشکر جمع ہو رہا ہے۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے ادھر روانہ ہو جاؤ۔

سوال دومۃ الجندل کی مہم پر روانہ کرتے وقت آپؐ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو کیا ہدایات فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا: دُوْمَۃُ الْجَنْدَل پہنچ کر وہاں کے سردار اور اس کے قبیلہ کلب کو پہلے اسلام کی دعوت دینا لیکن اگر لڑائی کی نوبت آئے تو دیکھنا کسی کو دھوکا نہ دینا۔ خیانت اور بدعہدی نہ کرنا۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا اور خدا کے باغیوں سے دنیا کو پاک کر دینا۔

سوال حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو غزوہ تبوک کے موقع پر کیا سعادت حاصل ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آنحضرتؐ نے آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ نماز سے قبل آپ قضائے حاجت کیلئے گئے۔ فارغ ہو کر آپ نے وضو کیا اور نماز کیلئے تشریف لائے تو ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو نماز پڑھانے کیلئے آگے کر چکے تھے۔ رسول اللہؐ نے دو میں سے ایک رکعت پائی۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے سلام پھیرا اور رسول اللہؐ اپنی نماز پوری کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ تو اس بات نے مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا کر دی اور بکثرت تسبیح کرنے لگے۔ نماز کے بعد آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔ نیز فرمایا کہ ہر نبی اپنی زندگی میں امت کے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز ضرور پڑھتا ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی کیا خصوصیات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ظہر سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے یعنی نفل پڑھا کرتے تھے۔ جب اذان سنتے تو فوراً نماز کیلئے تشریف لے آتے۔ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے اس سال آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امیر حج مقرر کیا تھا۔ آنحضورؐ نے آپ کو جوؤں کی شکایت کی وجہ سے ریشم کا لباس پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ یہ اجازت صرف انہیں کیلئے تھی۔

سوال جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر فرمایا تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اے خلیفۂ رسولؐ! وہ اَوروں کی بنسبت آپؓ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدّت ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ یہ شدّت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے۔ جب معاملہ ان کے سپرد ہوگا تو اس قسم کی اکثر باتیں وہ چھوڑ دیں گے۔ مَیں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت کسی شخص پر کسی معاملے میں مَیں غضبناک ہوتا تھا تو عمر مجھ کو اسی پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے۔ اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ یہ باتیں جو مَیں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اَور سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا، اچھا۔

سوال ایک مرتبہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے کسی بات پر غصے اور ناراضگی کا اظہار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب آنحضرتؐ نے فرمایا میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ قَسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو ان کے معمولی خرچ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ مسلمانوں کے سرداروں کے سردار ہیں۔ نیز فرمایا کہ عبدالرحمٰن آسمان میں بھی امین ہے اور زمین میں بھی امین ہے۔

سوال حضور انور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نَوفل بن اِیَاس کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ ایک دن ہمیں اپنے گھر لے گئے اور ہمارے پاس ایک برتن لائے جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پھر رونے لگے۔ ہم نے پوچھا ابو محمد! آپؓ کیوں رو رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ رسول اللہؐ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپؐ اور آپؐ کے اہل خانہ جَو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یعنی جَو کی روٹی بھی پوری طرح نہیں ملتی تھی۔ پھر فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ جس چیز کیلئے ہمیں تاخیر ملی وہ ہمارے لیے بہتر ہو۔

سوال ایک مرتبہ جب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے پاس افطاری کا کھانا لایا گیا تو ان پر کیا کیفیت طاری ہوئی اور انہوں نے کیا واقعہ سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس ایک روز افطاری کا کھانا لایا گیا۔ انواع و اقسام کے کھانے جب دستر خوان کی زینت بنے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک لقمہ اٹھایا۔ جب لقمہ منہ میں ڈالا تو رقت طاری ہو گئی اور یہ کہہ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیے کہ مصعب بن عُمیرؓ احد میں شہید ہوئے۔ وہ ہم سے بہتر تھے۔ ان کی چادر کا ہی کفن پہنایا گیا۔ اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا، سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ حمزہؓ شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے بہتر تھے لیکن ہمیں مالی فراخی اور دنیاوی آسائش عطا کی گئی۔ مجھے ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا اجر ہمیں اس دنیا میں مل گیا۔ اسکے بعد وہ رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔

سوال اگر کسی جگہ طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو اس جگہ کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شام کے سرغ مقام پر گئے جہاں جہاد ہو رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کو بتایا گیا کہ یہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت عمر نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ بعض کا کہنا تھا کہ پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے اور بعض کا کہنا تھا کہ واپس چلنا چاہئے۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو۔

سوال حضرت عمرؓ نے اپنے بعد انتخاب خلافت کے لیے کون سی کمیٹی تشکیل دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روز حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تمہارا معاملہ ان چھ افراد کے ذمے ہوگا جنہوں نے رسول اللہؐ کو اس حالت میں چھوڑا ہے جبکہ آپؐ ان سب سے راضی تھے۔ حضرت علی بن ابو طالبؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت زُبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبید اللہؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت سعد بن مالکؓ۔ ☆☆

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کا روح پرور اور ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30؍مئی 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ الانعام کی آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ تلاوت فرمائی۔ حضور نے فرمایا اس کا ترجمہ ہے، آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وَرَاءُ الْوَرَاء ہے اور کوئی عقل اُس کو دریافت نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اُس کو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُسکی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین حاصل کرنے کا کیا طریق بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلّی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَار سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کر لیں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور ہر ایک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کون سا مال بھیجا ہے۔ اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے اس لئے وہ تمہارے اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا اور جنہوں نے کھوٹے کام کئے انہیں کاموں نے ان کے دل پر زنگار چڑھا دیا۔ سو وہ

خدا کو ہرگز نہیں دیکھیں گے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے تقویٰ کے متعلق کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضور ؓ نے فرمایا: تقویٰ اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے کہ کل کیلئے کیا کِیا۔ جو کام ہم کرتے ہیں ان کے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے جو کام اللہ کیلئے نہ ہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ لیکن جو اللہ کیلئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اُس کو مفید اور مثمر بثمرات حسنہ بنا دیتا ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا اور عقبیٰ میں کامیابی کا کیا گُر بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا و عقبیٰ میں کامیابی کا گُر یہ ہے کہ انسان کل کی فکر آج کرے اور اپنے ہر قول و فعل میں یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔

سوال اسلام اور عیسائیت کی صداقت کا فیصلہ کس ایک مسئلے سے ہوسکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: انجیل میں ہے کہ ''کل کیلئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کرے گا۔ آج کا دُکھ آج کیلئے کافی ہے۔'' اگر ان دونوں تعلیموں پر غور کریں تو صرف اسی ایک مسئلے سے اسلام و عیسائیت کی صداقت کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔

سوال انجیل کی اس تعلیم پر عمل کرنے سے کیا نقصانات ہوں گے؟

جواب حضور نے فرمایا: اگر انجیل کی اس آیت پر خود انجیل کے ماننے والے بھی عمل کریں تو دنیا کی تمام ترقیاں رُک جائیں اور تمام کاروبار بند ہوجائیں۔ نہ تو بجٹ بنیں۔ نہ ان کے مطابق عمل درآمد ہو۔ نہ ریل گاڑیوں اور جہازوں کے پروگرام پہلے شائع ہوں۔ نہ کسی تجارتی کارخانے کو اشتہار دینے کا موقع ملے۔ نہ کسی گھر میں کھانے کی کوئی چیز پائی جائے اور نہ غالباً بازاروں سے مل سکے۔

سوال انجیل کی اس تعلیم کے برخلاف قرآن مجید میں کیا تعلیم پائی جاتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: برخلاف اسکے قرآن مجید کی پاک تعلیم عملی زندگی میں کام آنے والی ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامران ہوتا ہے بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سُرخرو ہوگا۔ ہم کبھی آخرت کیلئے سرمایۂ نجات جمع نہیں کر سکتے جب تک آج ہی سے اس دارالقرار کیلئے تیاری نہ شروع کردیں۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ نے آیت کریمہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ کی روشنی میں ایک مومن کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور ؓ نے فرمایا: تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اوران سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے۔ مومن کو چاہیے کہ جو کام کرے اس کے انجام کو پہلے سوچ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس اصل کو مدّنظر رکھے تو تقویٰ کے طریق پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی۔

سوال حضور انور نے آج کل کے کس اہم عائلی مسئلے کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا تو شرافت سے، ہمدردی سے بیوی کو گھر میں بسانا چاہتا ہے لیکن ساس یا نندیں اپنے بیٹے یا بھائی سے ایسی زیادتیاں کرواتی ہیں کہ لڑکی بیچاری کیلئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو وہ علیحدگی اختیار کرلے یا پھر تمام عمر اس ظلم کی چکی میں پستی رہے۔ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جب بحیثیت بہو اختیارات لڑکی کے پاس آتے ہیں تو پھر وہ ساس پر بھی ظلم شروع کر دیتی ہے۔

سوال حضور انور نے اس عائلی مسئلے کا کیا حل بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نکاح کے وقت تقویٰ اور قول سدید والی آیات پڑھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو اور ایسا ماحول پیدا کرو کہ غیر بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔ اگر یہ خیال دل میں رہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ کو اس کی خبر ہے تو ان برائیوں سے بچا جاسکتا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعود ؓ نے بصیر کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ بصیر اور علیم کے الفاظ صرف علمی حالت پر دلالت کرتے ہیں لیکن خبیر کا لفظ اُس علم کے مطابق عمل کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی خبیر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور اُن کی خبر لینے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے۔ خبیر میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ اُس سے تمہارا کوئی جُرم پوشیدہ نہ ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس علم تفصیلی کے مطابق وہ اُس دن جزا بھی دے گا۔

سوال حضور انور نے قرآن کریم میں بیان فرمودہ آئندہ زمانہ کی خبروں میں سے کون کون سی خبریں بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مکہ واپسی کی خبر دی کہ لَاۤ اُقۡسِمُ بِہٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِہٰذَا الۡبَلَدِ خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ جبکہ تو اس شہر میں اُترنے والا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک دن واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا

سوال آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کی صداقت کیلئے کون سے دو اہم نشانات بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں۔ اور جب سے زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔

سوال مغرب سے سورج کے طلوع ہونے اور طاعون کے بارہ میں کیا پیشگوئی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: علامات قیامت کے اعتبار سے یہ نشان پہلے ہوں گے۔ مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا اور چاشت کے وقت ایک عجیب و غریب کیڑے کا لوگوں پر مسلط ہوجانا۔ کیڑے کا مسلط ہوجانا جو ہے یہ ہوسکتا ہے کہ طاعون یا اور کوئی وبائی جراثیمی بیماریاں یا جنگوں کی وجہ سے ان بیماریوں کی طرف اشارہ ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کے متعلق کیا خبر دی تھی؟

جواب حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں: براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے سبحان اللہ تبارك وتعالیٰ زاد مجدك ینقطع اباءك ويبدء منك۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے۔ وہ تیری بزرگی زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوجائے گا اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالے گا۔

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10074: مَیں ناہدہ انجم زوجہ مکرم شاکر احمد شخنہ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، محلہ شانتی نگر (H.No 1-8-141/27) ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/فروری 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: نیکلس 16 ماسا، انگوٹھی 6 ماسا، کان کی بالی 7 ماسا (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/11,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مصور احمد ڈنڈوتی الامۃ: ناہدہ انجم گواہ: فرید احمد گلبرگی

مسل نمبر 10075: مَیں شاکر احمد شخنہ ولد مکرم ذاکر احمد شخنہ صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 47 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ شانتی نگر (H.No 1-8-141/27) ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/فروری 2020ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مصور احمد ڈنڈوتی العبد: شاکر احمد شخنہ گواہ: فرید احمد گلبرگی

مسل نمبر 10076: مَیں بی. منور احمد ولد مکرم عبدالرحمن بالے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 55 سال پیدائشی احمدی، ساکن 94-10 چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/اپریل 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان 200 گز زمین پر تعمیر شدہ (5 بھائیوں میں مشترک) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بی انور احمد العبد: بی منور احمد گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10077: مَیں رضیہ بیگم زوجہ مکرم بی منور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 94-10 چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/15,000 روپئے وصول شدہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بی انور احمد الامۃ: رضیہ بیگم گواہ: طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 10078: مَیں بی انصار احمد ولد مکرم عبدالرحمن بالے صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 94-10 چنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان 200 گز زمین پر تعمیر شدہ (5 بھائیوں میں مشترک) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بی انور احمد العبد: بی انصار احمد گواہ: طارق احمد گلبرگی

ارشاد باری تعالیٰ

فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ○ (آل عمران: 160)

پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکّل کر، یقیناً اللہ توکّل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 69 Thursday 30 - July - 2020 Issue. 31

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت سعد کا ذکر چل رہا تھا۔ حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر احد خندق حدیبیہ خیبر فتح مکہ سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین تیر انداز صحابہ میں سے تھے۔ حضرت سعد وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں خون بہایا اور آپ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور یہ واقعہ سریہ حضرت عبیدۃ بن حارث کا ہے۔

جمادی الاولیٰ دو ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر امیر مقرر فرما کر قریش کی خبر رسانی کیلئے خرار مقام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اسی طرح آپؓ سریہ حضرت عبداللہ بن جحش میں بھی شامل ہوئے تھے۔

حضرت سعد کی بہادری کے بارے میں روایت ملتی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت سعد پیدل ہونے کے باوجود شہ سواروں کی طرح بہادری سے لڑ رہے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت سعد کو فارس الاسلام کہا جاتا تھا یعنی اسلام کا شہ سوار۔ غزوہ احد کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص ان گنتی کے چند لوگوں میں سے تھے جو سخت افراتفری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہے۔ غزوہ احد کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص کا بھائی عتبہ بن ابی وقاص جو مشرکین کی طرف سے جنگ میں شریک ہوا تھا۔ اُس نے شدید حملہ کر کے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کے دو دندان مبارک شہید کئے اور دہن مبارک سخت زخمی کر دیا۔ عتبہ کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے تھے جب ان کو عتبہ کی بدبختی کا علم ہوا تو جوش انتقام سے ان کا سینہ کھولنے لگا وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے قتل پر ایسا حریص ہو رہا تھا کہ شاید کبھی کسی اور چیز کی مجھے ایسی حرص نہ لگی ہو۔ دو مرتبہ دشمن کی صفوں کا سینہ چیر کر اس ظالم کی تلاش میں نکلا کہ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے اڑا کر اپنا سینہ ٹھنڈا کروں مگر وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ اس طرح کترا کر نکل جاتا تھا جس طرح لومڑی کترا جایا کرتی ہے آخر جب میں نے تیسری مرتبہ اس طرح گھس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ازراہِ شفقت مجھ سے فرمایا کہ اے بندہ خدا تیرا کیا جان دینے کا ارادہ ہے؟ چنانچہ میں حضور ﷺ کے روکنے سے اس ارادے سے باز رہا۔

غزوہ احد کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص کو آنحضرت ﷺ خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعد یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعد اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔

غزوہ احد کے موقع پر ایک خطرناک دشمن جس کا نام حبان بتایا جاتا ہے نے ایک تیر چلایا جو حضرت ام ایمن کے دامن میں جالگا جبکہ وہ زخمیوں کو پانی پلانے میں مصروف تھیں اس پر حبان ہنسنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو حبان پر چلانے کیلئے ایک تیر پیش کیا وہ تیر حبان کے حلق میں جالگا اور وہ پیچھے گر پڑا جس سے اسکا ننگ ظاہر ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ نبی کریم ﷺ کو یہ خوشی اللہ کے اس احسان پر تھی کہ اس نے ایک خطرناک دشمن کو ایک ایسے تیر سے راستے سے ہٹایا جس کا پھل بھی نہیں تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد کے دن حضرت سعد نے ایک ہزار تیر برسائے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ پر جن صحابہ نے بطور گواہ دستخط کئے ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی شامل تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت سعد بیمار ہو گئے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی پھر ایک تہائی مال صدقہ کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے مگر یہ بھی بہت زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دل پر محسوس کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھ کر مجھے فرمایا کہ تمہیں تو دل کی تکلیف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ایک شخص کو خاص طور پر متعین فرمایا کہ وہ حضرت سعد کا خیال رکھے اور اسے آپ ﷺ نے تاکید فرمائی کہ اگر حضرت سعد مکہ میں فوت ہو جائیں تو انہیں مکہ میں نہ دفنایا جائے بلکہ مدینہ لایا جائے اور وہاں دفن کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: ایران عراق بارڈر پر ایرانیوں کے بار بار تنگ کرنے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے زمانے میں حضرت مُثنّیٰؓ بن حارثہ نے چڑھائی کی اجازت چاہی۔ حضرت ابوبکر نے انہیں اجازت دے دی اور حضرت خالد بن ولید کو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ ان کی مدد کیلئے روانہ فرمایا۔ جب ملک شام سے حضرت ابوعبیدۃ نے دربار خلافت سے کمک طلب کی تو حضرت ابوبکر نے حضرت خالد کو ان کی مدد کیلئے بھجوا دیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عراق میں حضرت مُثنّیٰؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا لیکن حضرت خالد کے عراق سے جانے کے ساتھ ہی یہ مہم سرد پڑ گئی۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو آپ نے ازسرنو عراق کی مہم کی طرف توجہ فرمائی۔ حضرت مُثنّیٰؓ نے دویہ اور دیگر جنگوں میں دشمنوں کو پے در پے شکست دے کر عراق کے ایک وسیع خطے پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت عراق کا علاقہ کسریٰ کے زیر نگیں تھا۔ ایرانیوں کو جب مسلمانوں کی جنگی قوتوں کا اندازہ ہوا اور ان کی مسلسل فتوحات نے ان کی آنکھیں کھولیں تو انہوں نے خاندان کسریٰ کے اصلی وارث کو تخت نشین کیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ایرانی سلطنت کی تمام طاقتوں کو مجتمع کیا۔ تمام ملک میں مسلمانوں کے خلاف جوش وانتقام کی آگ بھڑکائی۔ ان حالات میں حضرت مُثنّیٰؓ کو مجبوراً عرب کی سرحد سے ہٹنا پڑا۔ حضرت عمر کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو آپ نے عرب میں پُرجوش خطیب ہر طرف پھیلا دیئے اور کسریٰ کے خلاف مسلمانوں کو کھڑا ہونے کیلئے کہا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب میں ایک جوش پیدا ہوا اور ہر طرف سے جاں نثاران اسلام ہتھیلی پر جانیں رکھ کر دارالخلافہ کی جانب امڈ آئے۔ حضرت عمر نے مشورہ کیا کہ اس مہم کی قیادت کس کے سپرد کی جائے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے سپرد کی جائے۔ سب لوگوں نے حضرت سعد کے نام پر اتفاق کیا۔ حضرت عمر نے حضرت سعد کے بارے میں فرمایا۔

انہ رجل شجاع رام یعنی وہ ایک بہت بہادر نڈر اور زبردست تیر انداز انسان ہے۔ حضرت مُثنّیٰؓ مقام ذی قار میں آٹھ ہزار جاں نثار بہادروں کے ساتھ حضرت سعد کا انتظار کر رہے تھے کہ انکی وفات ہو گئی۔ انہوں نے وفات سے قبل اپنے بھائی حضرت مُعَنّیٰؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ حضرت مُعَنّیٰؓ نے حسب ہدایت حضرت سعد سے ملاقات کی اور حضرت مُثنّیٰؓ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت سعد نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تو وہ کم وبیش تیس ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی۔ آپ نے لشکر کو ترتیب دیا اور آگے بڑھے اور قادسیہ کا محاصرہ کر لیا۔ قادسیہ کا معرکہ 16 ہجری کے آخر میں پیش آیا۔ کفار کی تعداد دو لاکھ اسّی ہزار کے قریب تھی۔ ایرانی فوج کی کمان رستم کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت سعد نے کفار کو اسلام کی دعوت دی اس کیلئے آپ نے حضرت مغیرۃ بن شعبہ کو بھیجا۔ رستم نے ان سے کہا کہ تم لوگ تنگ دست ہو اور تنگدستی کو دور کرنے کیلئے یہ سب کچھ کر رہے ہو ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تم سیر ہو جاؤ گے۔ حضرت مغیرۃ نے جواب میں کہا کہ ہم نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا ہم تمہیں خدائے واحد کی طرف اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم یہ قبول کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے ورنہ پھر جنگ ہے۔ اس جواب سے رستم کا چہرہ سرخ ہو گیا اس نے کہا سورج اور چاند کی قسم صبح کے طلوع ہونے سے پہلے ہم جنگ کا آغاز کریں گے اور تم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔ حضرت مغیرۃ نے کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ کہ ساری طاقتوں کا منبع اور مرکز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ حضرت سعد کو حضرت عمر کا پیغام ملا کہ پہلے ان کو دعوت حق دو چنانچہ حضرت سعد نے مشہور شاعر اور شہ سوار حضرت عمر بن معد یکرب اور حضرت اشعث بن قیس کندی کو اس وفد کے ساتھ بھیجا۔ رستم سے ان کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے والی سے ملنے۔ اس پر رستم اور ان کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وفد کے ممبران نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہارے علاقے پر قابض ہوں گے اس پر رستم نے مٹی کی ٹوکری منگوائی اور کہا لو یہ ہے ہماری زمین اسے سر پر اٹھا لو۔ حضرت عمر بن معد یکرب جلدی سے اٹھے اور مٹی کی ٹوکری اپنی جھولی میں رکھ لی اور چل دیئے اور کہا کہ یہ فال ہے کہ ہم غالب ہوں گے اور ان کی زمین ہمارے قبضہ میں آ جائے گی پھر وہ شاہ ایران کے دربار میں پہنچے اور اسے اسلام کی دعوت دی جس پر وہ سخت ناراض ہوا اور کہا میرے دربار سے چلے جاؤ اگر تم پیغامبر نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔ پھر اس نے رستم کو حکم دیا کہ انہیں ناقابل فراموش سبق سکھایا جائے۔ جمعرات کے دن ظہر کے بعد جنگ کا نقارہ بجا۔ حضرت سعد نے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور چوتھے پر جنگ شروع ہو گئی۔ اور آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا اور چند سال کے اندر اندر سارا ایران مسلمانوں کے ماتحت آ گیا۔ یہ عظیم الشان تغیر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا۔ اس لئے کہ قرآنی تعلیم نے ان کے اخلاق ان کی عادات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا ان کی سفلی زندگی پر اس نے ایک موت طاری کر دی تھی اور انہیں بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر لا کر کھڑا کر دیا تھا اور اس کے نتیجہ میں پھر وہ دنیا میں اسلام پھیلانے والے بنے اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے حقیقی مسلمان بنانے والے بنے اور کوئی خوف اور خطرہ کسی طاقت کا ان کو مرعوب نہیں کر سکا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب، مکرم اقبال احمد صاحب، مکرمہ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ، مکرم محمد احمد انور صاحب حیدرآبادی اور مکرم سلیم حسن الجابی صاحب مرحوم آف سیریا کے اوصاف حمیدہ بیان کیے اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad